الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون

بفضل ربانی و امدادِ یزدانی کتاب مستطاب

موسومہ بہ

سیرتِ غوثِ اعظم قدس سرہ العزیز

یعنی

محبوبِ سبحانی قطبِ ربانی غوثِ صمدانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے

جامع اور مستند حالات

مؤلفہ: مولینا ابوالبیان محمد داؤد فاروقی نقشبندی مجددی رحمہم،

ابن

حضرت مولانا نور احمد پسروری ثم امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

www.islamiurdubook.blogspot.com

ناشر و طابع ثانی:-

مکتبہ سراجیہ خانقاہِ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف

ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان (پاکستان)

یکے از مطبوعات مکتبہ سراجیہ نمبر ۵

نام کتاب ——— سیرت غوثِ اعظم قدس سرہ العزیز
مؤلف ——— حضرت مولانا ابوالبیان محمد داؤد فاروقی رح
صفحات ——— ۳۰۴
سائز ——— ۲۳ × ۳۶ / ۱۶
طابع و ناشر (پہلی بار) ——— دارالاشاعت الفیض امرتسر ۱۳۴۵ھ / ۱۹۲۶ء
طابع و ناشر پاکستان (پہلی بار) ——— محمد سعد سراجی مرشد بابا بانی مکتبہ سراجیہ
عکسی اشاعت جدید پاکستان ——— ۱۴۰۳ھ / ۱۹۸۳ء
قیمت ——— ۲۱ روپے

تقسیم کنندگان

- مکتبہ سراجیہ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف ضلع ڈیرہ اسماعیل خان
- حضرت مولانا مفتی حافظ محمد سعید صاحب سراجی مجددی مدظلہ، شیخ الحدیث و صدر مدرس جامعہ قادریہ جامع مسجد رحیم یار خان۔
- راجہ برادرز بک سیلرز رحیم بازار ڈیرہ اسماعیل خان
- الفیصل بک پیلس ۶۹ آئی اینڈ ٹی سنٹر G-8/1 اسلام آباد
- کتب خانہ شانِ اسلام ۱۰، راحت مارکیٹ اردو بازار لاہور
- ضیاء القرآن پبلیکیشنز۔ گنج بخش روڈ لاہور
- صوفی میاں احمد صاحب معرفت قاری حافظ شاہ نواز صاحب خطیب مسجد سیداں والی، پاکستانی چوک۔ اچھرہ روڈ۔ اچھرہ لاہور۔

(زاہد بشیر پرنٹرز لاہور)

عرضِ ناشر

پیشِ نظر کتاب۔ "سیرتِ غوثِ اعظم" مکتبہ سراجیہ کے سلسلہ اشاعت کی پانچویں اہم کڑی ہے۔ یہ مبارک کتاب اس برگزیدہ ہستی کے احوال و آثار کو محیط ہے جنکی روحانی عظمت کے حضور علم و عمل کی گردنیں خم ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اس کتاب کے مؤلف و مرتب مولانا ابوالبیان محمد داؤد فاروقی نقشبندی مجددی علمی و تحقیقی دنیا میں جانی پہچانی شخصیت ہے۔ "کتاب ہذا" سیرتِ غوثِ اعظم و سیرتِ امام ربانی مجدد الف ثانی" ان کے بلند پایہ علمی و تحقیقی شاہکار ہیں۔

مولانا ابوالبیان موصوف کے والدِ بزرگوار مولانا نور احمد نقشبندی مجددی وہ عظیم ہستی ہیں جنھوں نے پہلے پہل تصوّف و معرفت کی دو مشہور و معروف کتابوں "مکتوباتِ امام ربانی مجدد الف ثانی رح" و مکتوباتِ خواجہ محمد معصوم سرہندی رح" کو متعدد خطی و مطبوعہ نسخوں میں تقابل و توازن کر کے صحیح ترین شکل میں مرتب فرمایا اور ان ہر دو کتابوں پر جامع حواشی تحریر فرما کر اسی مقصد کے لئے قائم کئے ہوئے مطبع مجددی امرتسر سے طبع و نشر فرمایا۔ دنیائے علم و تحقیق و جہانِ تصوّف و معرفت مولانا نور احمد صاحب کی اس بہترین علمی خدمت کی بدل و جاں معترف و مقر ہے
الغرض ع

این خانہ ہمہ آفتاب ست

سیرتِ غوثِ اعظم رض آج سے پچاس سال قبل امرتسر سے مولانا داؤد مرحوم اور ان کے پدرِ بزرگوار مولانا نور احمد لسپروری ثم امرتسری نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے زیرِ نگرانی حلیۂ طباعت سے آراستہ ہوئی اور اب اس کے بعد دوسری مرتبہ مکتبہ سراجیہ کو اس دُرِ نایاب کی اشاعت و طباعت کی سعادت ارزانی ہوئی ہے۔ اور ہاں کیوں نہ ہو مکتبہ سراجیہ کا تو قیام ہی روشن اور پاکیزہ ادب کے شیوع و فروغ کیلئے ہوا ہے۔ فالحمد للہ ثم الحمد للہ

المخلص: خاکسار محمد سعد سراجی مرشد بابا

۲۲ر جمادی الاخریٰ ۱۳۹۹ھ

فہرست

وصالِ پُر ملال

مقدمہ
کرامات اور خرق عادات

آپکی کرامات

آپ کی عبادات

آپ کے عقائد

آپ کا لباس

آپ کی سواری

آپ کی خوراک

آپ کا حلیہ

آپکے اخلاق حسنہ اور خصائل حمیدہ

سخاوت وایثار

آپ کی تصانیف

اِصطلاحات صوفیہ

آپ کی ادعیہ

آپ کا طریقہ

مقامات صوفیاء

آپکی تعلیمات وارشادات

سلوک قادریہ

آپ کی اولاد

مشاہیر خلفاء

بعض اکابر مشائخ کا تذکرہ

فیضان غوثیہ

مناقب

تمت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵

منقبت

محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

(از بندہ ابوالبیان محمد داؤد پسروری مصنف سیرت)

بصد ادب چل اے قلم بنا کے فرق کو قدم — نہ دیر کر نہ رک نہ تھم کر انکی منقبت رقم
ملک بھی جن کے ہیں خدم جو ہیں ولیٔ محترم — وہ عبد اکمل و اتم نبی کے ابن ابن عم

نکو صفات و خوش شیم جلیل قدر و محتشم

وہ مقتدائے عارفاں وہ پیشوائے انس و جاں — وہ رہنمائے گمرہاں وہ چارہ ساز بیکساں
وہ سرگروہ کاملاں وہ تاجدار عاشقاں — وہ راہ حق کے راہداں وہ رازدان کن فکاں

وہ شاہباز لامکاں وہ صدر محفل قدم

وہ سید نکو گہر بلند شان خجستہ فر — وہ قہرمان بحر و بر امین سر مستتر
وہ نکتہ سنج باخبر سپہر شرع کے قمر — وہ حق نیوش و حق نگر نہال صنع کے ثمر

وہ عارف بزرگتر وہ دین کے حامل علم

وہ افتخار اولیں وہ نازگاہ آخریں — وہ راز قدس کے امیں وہ زیب مسند یقیں
جناب شیخ محی دیں امام حزب غالبیں — کلام ان کا دلنشیں جمال آیت مبیں

بہشت بن گئی زمیں جہاں جہاں رکھا قدم

مزار پاک ہے جہاں زمیں ہے رشک آسماں — وہ روضہ روضۂ جناں ورودگاہ قدسیاں
وفور نور سے وہاں ہے صبح شام سے عیاں — بحور فیض ہیں رواں ملائکہ ہیں پاسباں

ہے بے گماں وہ آستاں زمیں پہ آسماں حشم

جو مرتبہ ہے آپ کا، وہ ہے عیاں و بر ملا — نہیں ہے اسمیں مطلقاً کچھ احتجاب و اختفا
یہ خود حضور نے کہا، ہے صاف بہجہ میں لکھا — "ہے بے گماں قدم مرا، بہ رقبہ تمامے اولیاء"[1]
کسے ملا یہ اعتلا ہے کون ایسا محتشم

نہ ہے وقار و منزلت، مقام و مرتبت — شعار لطف و عاطفت خصال جود و مکرمت
بیاں ہو کس طرح صفت قلم ہو کیسے منقبت — سخن بلاغ و موعظت، کلام علم و معرفت
جو سینہ گنج معدلت، تو دل خزانۂ کرم

نکات دیں جتا گئے، رموز حق بتا گئے — رہ ہدیٰ دکھا گئے۔ حجاب جہل اٹھا گئے
وہ معرفت سکھا گئے، عجب سبق پڑھا گئے — دوئی کو یوں مٹا گئے، کہ متحد بنا گئے
جو ان سے فیض پا گئے وہ ہو گئے نکو شیم

یہ بو البیان بے نوا، ہے اک عقیدت انتما — گنہگار و پر خطا، امیدوار لطف کا
نگاہ درد آشنا، اِدھر بھی کیجئے شہا — قبول ہو جو التجا، تو ہو ہر ایک عقدہ وا
جو التفات ہو ذرا، غلط ہوں دو جہاں کے غم

---

[1] یعنی حضور غوثیت مآب رحمۃ اللہ علیہ نے امت محمدیہ کے قلوب و صدور سے کینے، بغض، حسد، عناد، اور عداوتیں نکال کر ان میں اتحاد و اتفاق کی لہر دوڑا دی۔ ۱۲ منہ رحمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

سیرت امام ربانی کے طبع ہونے کے بعد جب اس کا غلغلہ ہندوستان کے گوشہ گوشہ اور چپہ چپہ میں گونج اٹھا، اور عوام و خواص میں اس کو قبولیت عامۃ نصیب ہوئی تو میرے دل میں کسی اور پیشوائے طریقت کے حالات قلمبند کرنے کا اشتیاق مالا یطاق پیدا ہوا،

چنانچہ میں نے ابدال و اغواث اور اقطاب و اوتاد عالم پر نظر دوڑائی، اچانک میری نظر اس بہادر و پاکباز جماعت میں سے محبوب سبحانی، قطب ربانی، غوث صمدانی حضرت شیخ سید محی الدین عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ پر پڑی، فوراً قلب نے تسلیم کر لیا کہ فی الحقیقت اس سراپا روحانیت، اس مجسمۂ ولایت، اس قاسم عرفان اور اس قطب عالم کے مفصل جامع و مانع حالات اردو زبان میں آج تک قلمبند نہیں ہوئے، اور ارباب عقیدت حلقہ بگوشان اور تشنگان ہدایت از حد متمنی، خواہشمند اور طلبگار ہیں، کہ اس پیارے ولی کی زندگی کے پاکیزہ حالات و واقعات، اس کے اخلاق و عادات، اس کی عبادات و ریاضات اس کے شبانہ روز کے اعمال، اس کا زہد و تقویٰ، اس کا حلم و عفو، اس کا عزم و ثبات، اس کا ایثار و لطف، اس کی عصمت و عفاف اور اس کی غیرت و استغنا وغیرہ معلوم کر کے

۷۸۶

نامۂ عقیدت

ایک عشق و محبّت میں سرشار
پروانۂ اشتیاق و بیتابی کے ساتھ

شمعِ غوثیّت کی لَو

پر اپنے تن من کو نثار کرنے آیا ہے

غوثِ اعظم بمنِ بے سروساماں مددے
قبلۂ دیں مددے، کعبۂ ایماں مددے

ابُوالبنا
شعبان المعظّم ۱۳۸۴ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ٥

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْم

افتتاحیّہ

بہ بسم اللہ کنم آغاز مدح شاہ جیلانی
کہ بر قدش درست آید قبائے اعظم ثانی

عالمِ اسلامی میں اُمّت محمدیہ کے اندر محبوب سبحانی، قطب ربّانی، عارف حقانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو جو علوِ مرتبت اور امتیازی شان حاصل ہے، وہ مسلمانوں کے عقیدت مندانہ، تسلیم و اعتراف کا دم بھرنے والے قلوب سے اظہر من الشمس ہے، ؎

نقش ہے ہر اک نگینِ دل پہ اسم محی دیں
لوحِ جاں پر کیا منقش ہو گیا نام آپ کا

آپ نے اپنے اندر جذب و کشش کی جو مقناطیسی تاثیریں پیدا کی ہیں، ان کا تماشا اگر دیکھنا ہو، تو اُن تن جلے عشاق اور سوختہ سامانوں کی محفل میں جا کر دیکھو جو غوثِ اعظم کا نام ہی سُنکر بیتابانہ وجد میں آکر کپڑے پھاڑنے اور رقص میں آکر شور و غوغا کرنے لگ جاتے ہیں،

ہاں! ہاں!! نخلستانِ محمدی کے باغبانوں، روحانیت کا دم بھرنے والے ولیوں درجات الٰہیہ سے نوازے ہوئے قطبوں اور دنیا بھر کے مشہور اَبدالوں کو بغور و

تعشق دیکھو، کہ اسی آستانہ پر سر جھکائے ہوئے ہیں، ؎

وَفِی الشَّرْقِ بَرْقٌ مِنْ مَحَاسِنِ نُوْرِہٖ
وَفِی الْغَرْبِ مِنْ ذِکْرِیْ جَلَالَتِہٖ رَعْدٌ

پھر ذرا اور آنکھ اُٹھا کر دیکھو، کہ آسمانِ ولایت پر یہ مقدس وجود اَبدال واَقطاب اَوتاد واَنجاب اور اَصفیاء واَتقیا کے ستاروں کے درمیان کس طرح شمسِ نصف النہار کی طرح شعاعیں مار رہا ہے، ؎

برجِ شرف کے آپ ہیں اک نیرِ کمال
دُرجِ کمال فضل کے اک گوہرِ جمال
خورشیدِ آسمانِ ولایت ہیں بے زوال
گلزارِ دینِ پاک کے اک تازہ نونہال

اس پیکرِ حق کے اگر کارناموں کو دیکھنا ہو، تو تاریخ وسیر کی ضخیم کتابوں کو اُلٹ کر دیکھو، کہ سنہری جلی حروف سے لکھے ہوئے نظر آتے ہیں پھر غور سے پڑھو، کہ کتنے بھٹکے ہوؤں کو آپ نے راہ بتلائی، کتنے شرابِ دنیا میں مخمور متوالوں کو آپ ہوش میں لائے، کتنے سوئے ہوؤں کو آپ نے جگایا، کتنے خوابِ غفلت کے بیچیروں کو بیدار کیا، کتنے جہلاء کو علماء، اور کتنے علماء کو صاحبانِ عمل بنایا، کتنے بگڑے ہوئے قلوب کو سنوارا، کتنے بیمارانِ قلب کا علاج کیا، کتنے مردہ دلوں کو زندہ کیا، کتنے مخلوق پرستوں کو توحید پرستی سکھائی، کتنے درِ حق سے دُور اُفتادوں کو دائرۂ وحدت میں بٹھایا کتنے نفس وشیطان کے محبوس قیدیوں کو اُن کے خونخوار پنجوں سے چھڑایا، کتنے مغالطے کے ناپید سمندر میں ڈبکیاں کھانے والوں کو عرفان اور حقیقت کے جہاز پر سوار کر کے کنارے لگایا، کتنے زہرِ ہلاہل پینے والوں کو امرت کا گھونٹ پلایا، کتنے گمراہانِ حقیقت کو خضرِ راہ بن کر منزلِ مقصود تک پہنچایا، اور کتنے دنیاداروں کو دیندار بنایا، الغرض ؎

زندہ کر ڈالے ہزاروں مردہ دل اک آن میں
جلوہ گر جب دم ہوئے روئے جہاں پر محی دین

اگر اس بے مثل ہستی کی مجالس کا کیف مشاہدہ کرنا ہو، تو کتابوں کے ورق کے

ورق اُلٹ کر دیکھ لو، کہ کس شوق اور جذبہ کے ساتھ اس شمع پر کیا امراء اور کیا فقراء، کیا ضُعفاء اور کیا اَقویا، کیا علماء، اور کیا صُلحاء، کیا شعراء اور کیا فُصحاء، کیا مشائخ اور کیا مُریدین، کیا زاہدین وکیا عابدین، کیا وزراء اور کیا سلاطین، کیا اہلِ سیف وکیا اہلِ قلم، کیا دنیادار وکیا دیندار سب کے سب کس طرح پروانوں کی طرح فدا ہوتے تھے، اور پھر آپ کی اک نظر کس طرح سب کو سیماب وار تڑپاتی تھی، اور پھر کتنے مئے معرفت کے متوالوں اور شہدائے عشق کے جنازے اُٹھتے تھے،

الغرض اس شیدائے اسلام اور اس فدائے مذہب نے اپنی زندگی میں اللہ کی، اس کے رسول کی اور اس کے دینِ پاک کی وہ وہ خدمات سرانجام دیں، اور روحانیت کا وہ فیض جاری کیا، کہ آج تک تمام دنیا گواہ ہے، اور سینکڑوں تاریخی کتابیں شاہد ہیں، ؎

آسماں والوں میں شہرت تیری ہر خصلت کی ہے
اور زمیں والوں میں عزت تیری ہر سیرت کی ہے

کتبِ سیر

آپ کے مذہبی کارناموں، آپ کی دینی خدمات، آپ کے روحانی فیوضات اور آپ کی زندگی کے مقدس حالات کے متعلق فارسی، اُردو، عربی، ترکی، پنجابی وغیرہ مختلف زبانوں میں بیشمار کتابیں معرضِ تحریر میں آچکی ہیں، اُن میں سے چند عربی کتب جو خصوصیت کے ساتھ قابلِ ذکر ہیں، وہ درج ذیل کی جاتی ہیں،

نام کتاب	نام مصنف	سنہ وفات	حالات
(۱) بہجۃ الاسرار	نورالدین ابوالحسن علی بن یوسف بن جریر اللخمی الشطنوفی	سنہ ۷۱۳ھ	یہ کتاب مصنف نے سنہ ۶۶۰ھ میں تحریر کی تھی، مصنف کو علم نحو، تفسیر اور قرأت میں خاص ملکہ

لے کتاب کشف الظنون ملاحظہ ہو [illegible] ۲ے منسوب [illegible]

نام کتاب	نام مصنف	سنہ وفات	حالات
			اور دسترس حاصل تھی، جامع ازہر قاہرہ میں قرأت کے استاد تھے یہ مصر کے ایک شہر شطنوف میں پیدا ہوئے تھے، جو قاہرہ سے ایک دن کے فاصلہ پر ہے
(۲) قلائد الجواہر	شیخ محمد بن یحییٰ التادفی الحنبلی	۹۶۳ھ	مصنف نے دیباچہ میں اس کتاب کی وجہ تصنیف یہ لکھی ہے، کہ کتاب التاریخ المعتبر فی انباء من غبر جو قاضی القضاۃ مجیر الدین عبد الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے، میری نظر سے گذری، اس میں حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے حالات مختصر پاکر دیگر بہت سی کتب کی مدد سے یہ جامع کتاب لکھی،
(۳) مناقب الشیخ عبد القادر رح	قطب الدین موسیٰ بن محمد الیونینی الحنبلی	۷۲۶ھ	مصنف نے اس کتاب کی وجہ تالیف یہ بتلائی ہے، کہ جب شیخ سبط ابن الجوزی کی کتاب مرآۃ الزمان فی تاریخ الاعیان کا اختصار کیا، تو اس میں حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ کے حالات بہت ہی مختصر پاکر کئی

؎ حسن المحاضرہ اور بغیۃ الوعاۃ للسیوطی میں لکھا ہے، صفحہ ۱۲۳

نام کتاب	نام مصنف	سنہ وفات	حالات
			کتابوں سے اخذ کرکے یہ کتاب آپ کے مناقب میں لکھی ہے؎
(۴) انوار الناظر	ابو بکر عبد اللہ بن نصر بن حمزہ التیمی البکری الصدیقی البغدادی	×	مصنف مفتی عراق تھے انہوں نے حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے تحصیل علم کے بعد خرقہ حاصل کیا تھا؎
(۵) اسنی المفاخر	امام عبد اللہ بن اسعد الیافعی الشافعی	۷۶۸ھ	مصنف کو حضرات مشائخ عظام اور صوفیائے کرام کے حالات سے ایک خاص دلچسپی تھی، اور خود بھی بہت ہی بزرگ، متقی، صالح اور متدین تھے،
(۶) خلاصۃ المفاخر	امام عبد اللہ بن اسعد الیافعی الشافعی	۷۶۸ھ	یہ کتاب اسنی المفاخر کا عمدہ خلاصہ ہے،
(۷) درر الجواہر	سراج الدین ابو حفص عمر بن علی بن الملقن الشافعی،	۸۰۴ھ	اس کے مصنف فقہائے مصر میں سے تھے، ان کی بہت سی تصنیفات مشہور ہیں، مثلاً شرح بخاری، شرح عمدہ، شرح منہاج، شرح تنبیہ اشباہ ونظائر وغیرہ
(۸) روضۃ الناظر	مجد الدین ابو الطاہر محمد بن یعقوب بن محمد بن ابراہیم الشیرازی	۸۱۷ھ	مصنف لغت کے مشہور و معروف علماء میں سے ہیں، کتب لغت میں قاموس آپ ہی کی تصنیف ہے،

؎ کشف الظنون ملاحظہ ہو ۱۲ صفحہ ر ۶ –
؎ بہجۃ الاسرار میں لکھا ہے ۱۲۷ صفحہ ر ۶ دیکھئے کتاب حسن المحاضرہ پہلی جزو ۱۲ صفحہ ر ۲

نام کتاب	نام مصنف	سنہ وفات	حالات
(۹) الروض الزاہر	ابو العباس احمد بن محمد القسطلانی	سنہ ۹۲۳ھ	مواہب لدنیہ آپ ہی کی تصنیف ہے،
(۱۰) نزہتہ الخاطر الفاتر	ملا علی بن سلطان محمد القاری الحنفی المکی	سنہ ۱۰۱۴ھ	مصنف حنفی المذہب ہیں، آپکی بہت سی تصانیف مشہور ہیں مشکوٰۃ کی سب سے بڑی شرح مرقات آپ ہی کے زور قلم کا نتیجہ ہے،

علاوہ ازیں اور بھی بہت سی کتابوں میں آپ کے حالات ملتے ہیں، مثلاً

(۱) زبدۃ الآثار (۲) مناقب غوثیہ (۳) اذکار الابرار (۴) اسرار المعانی (۵) ترغیب الناظر (۶) منازل الاصفیا (۷) لطائف القادریہ (۸) لطائف اللطیفہ (۹) مجمع الفضائل (۱۰) جواہر الاسرار (۱۱) ممتاز الاولیا (۱۲) حقیقۃ الحقائق (۱۳) اخبار الاخیار (۱۴) تاریخ علامہ ذہبی (۱۵) اعجاز غوثیہ (۱۶) غوث الاعظم (۱۷) تحفہ قادریہ (۱۸) انیس القادریہ (۱۹) گلدستہ کرامات (۲۰) حیات الحیوٰۃ (۲۱) پیارا ولی وغیرہ مگر ان سب کا ماخذ صرف مذکورہ عربی کتب ہیں مذکورہ عربی کتب میں سب سے قبل میدان تصنیف میں جو کتاب نکلی، وہ انوار الناظر تھی، اس کے بعد بہجۃ الاسرار لکھی گئی، کیونکہ صاحب بہجۃ الاسرار[1] نے تصنیف سے قبل اس کا مطالعہ کرنا تسلیم کیا ہے، بعد کے مصنفین کی تصانیف کا سب سے بڑا ماخذ یہی بہجۃ الاسرار معلوم ہوتی ہے،

[1] دیکھو بہجہ صفحہ ۱۰۹ ۱۲ منہ رح

افتتاحِ حالات

اسم، کنیت، لقب اور عرف

اس مجسمۂ روحانیت، اس پیکر سنت اس موید باللہ، اس قاسم عرفان، اور اس آفتاب ولایت کا نام نامی اور اسم گرامی عبد القادر لقب محی الدین کنیت ابو محمد اور عرف غوث اعظم تھا،

مولد

اس آفتاب کا طلوع ایک چھوٹے سے زرخیز قصبہ گیلان[1] میں ہوا، مگر اس کی منور شعاعیں چار دانگ عالم میں یک لخت پھیل گئیں، یہ شمیم گل بستان گیلان سے اٹھی، مگر اس کی عطر فشانی اقطاب واطراف میں مہک اٹھی یہ ابر رحمت گیلان سے اٹھا، مگر اس نے دنیا کے صدہا ریگستانوں کو سبزہ زار بنا دیا، یہ نور کی شعاع گیلان سے نمودار ہوئی، مگر اس کی ضوپاشی نے صدہا سیاہ زنگ آلود قلوب کو آنا فانا میں روشن کر دیا،

تحقیق مولد

آپ کے گیلانی ہونے میں تو کسی کو کلام نہیں، البتہ اس موضع اور قصبہ میں اختلاف ہے، جہاں آپ تولد ہوئے، شیخ شطنوفی اس کا نام نیف[2] بتلاتے ہیں، مگر امام یاقوت حموی نے بشتیر[3] لکھا ہے ممکن ہے، کہ نیف اور بشتیر ایک ہی مقام کے دو نام ہوں، یا ایک مقام میں آپ کا تولد ہوا ہو، اور دوسرے میں آپ نے پرورش پائی ہو، بہر حال آپ کا گیلانی ہونا تو قطعی اور یقینی ہے،

نسب

علاوہ روحانی تعلق کے آپکو جسمانی حیثیت سے بھی حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی آل میں داخل ہونے کا فخر حاصل ہے، وہ اس طرح کہ آپ کے والد ماجد سید ابو صالح موسیٰ کا سلسلۂ نسب حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے اور آپ کی والدہ ماجدہ بی بی ام الخیر امۃ الجبار فاطمہ کا سلسلۂ نسب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے، اور گلستانِ شہادت کے یہ دونوں نونہال سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر گوشہ

[1] گیلان کو جیلان بھی کہتے ہیں، دونوں طرح جانتے ہیں [illegible] بھی بتلایا ہے ۱۲ منہ رح
[2] بہجۃ الاسرار صفحہ ۱۲ منہ رح [3] دائرۃ المعارف بستانی ۱۲ منہ رح

نواسے اور آپ کی صاحبزادی سیدتنا فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے صاحبزادے ہیں، اس سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچی کہ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نسباً حسنی و حسینی سید ہیں، وللہ در من قال ؎

شاہ حسنؓ کے اک گلِ رعنا جناب ہیں
حضرت حسینؓ کے دُرِ زیبا جناب ہیں

آپ کے دونوں نسب نامے تفصیلاً ملاحظہ ہوں،

پدری نسب نامہ والد ماجد کی طرف سے آپ کا شجرۂ نسب یوں ہے،

سیدنا محی الدین ابو محمد عبد القادر جیلانیؒ بن سید ابو صالح موسیٰ جنگی دوستؒ بن سید ابی عبد اللہؒ بن سید یحییٰ الزاہدؒ بن سید محمدؒ بن سید داؤدؒ بن سید موسیٰ ثانیؒ بن سید عبد اللہ ثانیؒ بن سید موسیٰ الجونؒ بن سید عبد اللہ المحضؒ بن سید حسن المثنیٰؒ بن سیدنا امیر المومنین امام حسنؓ بن سیدنا امیر المومنین اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہٗ

مادری نسب نامہ والدہ ماجدہ کی طرف سے آپ کا نسب نامہ یوں ہے

سیدتنا ام الخیر امۃ الجبار فاطمہ بنت سید عبد اللہ الصومعی الزاہد بن سید ابو جمالؒ بن سید محمدؒ بن سید محمودؒ بن سید ابو العطا عبد اللہؒ بن سید کمال الدین عیسیٰؒ بن سید ابو علاؤ الدین محمد الجوادؒ بن سید علی الرضاؒ بن سید موسیٰ الکاظمؒ بن سیدنا امام جعفر صادقؓ بن سیدنا امام باقرؓ بن سیدنا امام زین العابدینؓ بن سیدنا امیر المومنین امام حسینؓ بن اسد اللہ الغالب امیر المومنین سیدنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہٗ

۱؎ حافظ ذہبی اور حافظ ابن رجب نے ابو صالح عبد اللہ بن جنگی دوست لکھا ہے، مگر یہ خلاف صواب ہے، صحیح وہی ہے جو اوپر درج ہو چکا ہے، [illegible] جون حضرت موسیٰ کا لقب ہے [illegible] حضرت موسیٰ [illegible] اسلئے آپکا یہ لقب ہو گیا تھا، [illegible] سیدہ عبد اللہ المحض [illegible] [illegible] اور اسی لئے المحض لقب [illegible] حسن ثانی [illegible] ابو جمال [illegible]

خاندانی حالات

آپکے نانا آپکے نانا سید عبد اللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ جیلان کے مشہور مشائخ اور روساء میں سے تھے، بڑے زاہد، متقی، مجاب الدعوات، قائم اللیل، صائم النہار، صابر، شاکر، منکسر المزاج اور صاحب کرامات ولی تھے، ضعیف و نحیف اور مُسن ہونے کے باوجود کثیر النوافل اور دائم الذکر تھے، عجم کے مشہور مشائخ سے بھی فیوض و برکات حاصل کئے ہوئے تھے،

آپ کی کرامات مشہور اور زبان زد خلائق تھیں، چنانچہ شیخ ابو عبد اللہ محمد قزوینی کا بیان ہے، کہ ایک دفعہ ہمارے بعض احباب تجارت کا مال لیکر ایک قافلہ کے ساتھ سمرقند کیطرف گئے، جب وہاں ایک صحرا میں پہنچے، تو بہت سے مسلح سواروں نے انہیں آگھیرا، حیرانی و استعجاب کے عالم میں انہوں نے باآواز بلند شیخ عبد اللہ صومعیؒ کو پکارا، معاً پکارتے ہی کیا دیکھتے ہیں، کہ شیخ عبد اللہؒ انکے درمیان کھڑے فرما رہے ہیں

سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّنَا اللّٰہُ تَفَرَّقِی   یعنی ہمارا پروردگار پاک و بے عیب ہے،
یَا خَیْلُ عَنَّا   اے سوارو! ہم سے دور ہو جاؤ،

اس کا سننا ہی تھا کہ گھوڑے اپنے سواروں کو پہاڑوں کی چوٹیوں، جنگلوں اور بیابانوں کی طرف لے بھاگے، اور پھر واپس نہ آسکے، وہ سب ان کی دست برد اور غارتگری سے بالکل محفوظ و مامون رہے، اس کے بعد انہوں نے شیخ صاحب کی جستجو کی، مگر کہیں نظر نہ آئے، اور نہ ہی پتہ لگا، کہ کدھر تشریف لے گئے ہیں،

جب یہ لوگ جیلان واپس آئے، تو انہوں نے لوگوں سے یہ ماجرا کہہ سنایا لوگوں نے کہا، واللہ شیخ تو اس وقت یہاں موجود تھے،

الغرض اسی قسم کی ہزارہا کرامتیں آپ کی مشہور ہیں،

آپکی پھوپھی آپ کی پھوپھی کا نام سیدہ عائشہ اور کنیت ام محمد تھی، بڑی پارسا، نیکبخت اور صالحہ تھیں،

ایک دفعہ جیلان میں بارش نہ ہونے کیوجہ سے سخت قحط سالی واقع ہوئی لوگوں

۱؎ یہ شیخ عبد اللہ [illegible] [illegible]

نے ہر چند دعائیں مانگیں، نماز استسقاء بھی پڑھی، مگر بارش بالکل نہ ہوئی، آخر تنگ آکر لوگوں نے آپکی پھوپھی صاحبہ سے دعائے استسقاء کی درخواست کی، یہ سنکر آپ گھر کے صحن میں گئیں، اور زمین کو جھاڑو دیا، پھر بارگاہِ ایزدی میں یوں عرض کی، کہ اے میرے مولا! جھاڑو تو میں نے دیدیا ہے، چھڑکاؤ تو کردے، یہ کہنا ہی تھا، کہ آسمان سے موسلا دھار مینہ برسنا شروع ہوگیا، آناً فاناً میں اتنا پانی جمع ہوگیا، کہ لوگ سیلاب باراں کو چیرتے بمشکل گھروں میں پہنچے،

آپ کی وفات بھی جیلان میں ہوئی،

آپکے والد ماجد

مشہور ہے، کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد سید ابوصالحؒ کو جنگ سے بہت اُنس تھا، جبھی آپ کا لقب بھی جنگی دوست ہوگیا تھا،

جنگی دوست فارسی لفظ ہے، جس کے معنے جنگ سے اُنس رکھنے والا ہیں

آپ اپنے زمانہ کے بلند مرتبہ متقی و پرہیزگار اور رموز و حقیقت سے واقفکار لوگوں میں سے تھے،

کہتے ہیں، کہ ریاضات و مجاہدات کے دوران میں ایک دفعہ آپ کو تیسرا فاقہ تھا، آپ دریا کے کنارہ پر بیٹھے تھے، کہ دریا میں ایک سیب بہتا ہوا آپکو دکھائی دیا، جسے آپ نے پکڑ کر تناول فرمالیا، بعد میں آپکے دل میں یہ خطرہ گذرا، کہ نہ معلوم یہ سیب کس کا ہے؟ اور میرے لئے اس کا کھالینا کیونکر حلال ہو سکتا ہے؟

یہ خیال پیدا ہوتے ہی آپ اپنا قصور معاف کرانے کے لئے مالک سیب کی جستجو میں دریا کے کنارے کنارے چلے،

غرض اس دریا کے کنارے کئی روز کے متواتر سفر کے بعد آپ کو آپ رواں کے قریب ایک نہایت عظیم الشان عمارت ملی، جس میں ایک بہت وسیع باغ تھا، اس باغ میں سیب کا ایک بہت بڑا درخت بھی نظر آیا، جس کی شاخیں میوہ سے لدی ہوئی سطح آب پر پھیلی ہوئی تھیں، ان شاخوں سے پختہ سیب ٹوٹ ٹوٹ کر پانی میں گر رہے تھے،

آپ کو یقین ہوگیا، کہ جو سیب آپنے تناول فرمایا تھا، وہ اسی درخت کا ہے، چنانچہ

آپنے مالک باغ کے متعلق دریافت کیا، تحقیقات کے بعد معلوم ہوا، کہ اس باغ و محل کے مالک حضرت سید عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، آپ اُنکی خدمت میں حاضر ہوئے، اور سارا ماجریٰ عرض کر کے معافی کی درخواست کی

حضرت عبداللہؒ تاڑ گئے، کہ یہ شخص بندگان خدا میں سے ہے، فرمایا، بارہ برس ہماری خدمت میں رہو تب وہ معاف ہوگا، آپنے بسر و چشم منظور فرمایا، بارہ سال کی مدت ختم ہوئی، تو حضرت عبداللہ سومعیؒ نے فرمایا، کہ ایک خدمت اور ہے، اُسے بھی انجام دے لو تب سیب معاف کروں گا، وہ یہ کہ میری ایک لڑکی ہے، جسمیں چار عیب ہیں، آنکھوں سے اندھی ہے، کانوں سے بہری ہے، ہاتھوں سے لُنجی ہے، اور پاؤں سے لنگڑی ہے، اُس صاحبہ کو نکاح میں قبول کرو، اور بعد نکاح دو سال اور ہماری خدمت میں رہو، تاکہ اس نکاح کا نتیجہ میں ایک فرزند کی صورت میں اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں، اسکے بعد جہاں جی چاہے، چلے جانا، آپ نے اسے بھی قبول فرمایا،

جب نکاح کے بعد صاحبزادی کا سامنا ہوا، تو کیا دیکھتے ہیں، کہ اس کے تمام اعضاء صحیح و سالم ہیں، اور اُس کے حسن و جمال کے آگے چودھویں رات کا چاند بھی شرماتا ہے، آپنے اس کو خلاف حلیہ پاکر تمام شب اُس سے کنارہ کشی اختیار کی، دوسرے دن صبح کو حضرت عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ نے فراست سے سارا حال دریافت فرماکر ابو صالحؒ کو کہا، کہ میں نے اپنی لڑکی کی جو صفات تم سے بیان کی تھیں، وہ سب من و عن صحیح ہیں، نامحرم کے لئے اُس کی آنکھیں اندھی ہیں، غیر حق بات سُننے کے لئے اُسکے کان بہرے ہیں، ہر نامحرم کے لئے اُس کے ہاتھ لُنجے ہیں، اور تمہارے حکم کے خلاف قدم اُٹھانے کیلئے اُسکے پاؤں لنگڑے ہیں،

اس توجیہ کو سُنکر حضرت ابی صالحؒ کے قلب میں اپنی بیوی کی بڑی قدر و منزلت ہوئی اور دونوں بخوشی رہنے سہنے لگے،

حضرت ابو صالحؒ ابتدا سے لیکر اوسط عمر تک بالکل لاولد رہے، آخر عمر میں آکر اولاد پیدا ہوئی،

آپ کی والدہ ماجدہ

آپ کی والدہ ماجدہ کی کنیت اُمّ الخیر، اور لقب اَمَةُ الجبّار اور نام فاطمہ تھا، سیدنا

عبداللہ صومعی کی دختر تھیں، ساٹھ سال کی عمر میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی آپ کے بطن سے تولد ہوئے،

بشارات ولادت

چمنستان اسلامی کی بلبلوں میں اس گل کے کھلنے کا قبل ہی سے شور و غوغا مچگیا ہوا تھا، افق عالم پر کرنیں چمکنے سے پہلے ہی اس آفتاب ولایت کے طلوع ہونے کا شہرہ ہوگیا ہوا تھا، سینکڑوں بیماران قلب اس روحانی طبیب اور اس مسیحا کی آمد کی خبر سنکر اپنے بیقرار دلوں کو تسکین دے رہے تھے، لاکھوں پروانے اس شمع کے روشن ہونے کی اطلاع پاکر اس پر فدا ہونے اور مر مٹنے کے لئے تیار تھے،

اس مظہر روحانیت اور اس عارف اعظم کے ظہور کے متعلق جن جن اولیائے کرام نے جو جو بشارات دی تھیں، وہ درج ذیل کی جاتی ہیں،

حضرت خلیل بلخیؒ کی بشارت

سید ابن ادریسؒ کا بیان ہے، کہ حضرت شیخ خلیل بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کشف کی بنا پر سیدنا غوث اعظم کے ظہور سے قبل سالکین کو بشارت دی تھی، کہ ہجری پانچویں صدی کے آخر میں محی الدین لقب اللہ کا ایک برگزیدہ بندہ عراق میں ظاہر ہوگا، جو اپنے وقت کا غوث ہوگا، اوتاد و انجاب اور اولیاء و اقطاب کا صدر نشین ہوگا، مخلوق الہٰی اس کی اقتدا کریگی، اس کا تصرف حیات کی مانند وفات کے بعد بھی جاری رہے گا،

حضرت شیخ ابو عبداللہ علیؒ کا کشف

امام یعقوب ہمدانیؒ بیان کرتے ہیں، کہ میرے شیخ نے ایک دفعہ فرمایا، کہ مجھے حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سے چند سال پیشتر شیخ المشائخ ابو عبداللہ علیؒ نے فرمایا تھا، کہ عنقریب زمین عراق میں ایک

[1] ملاحظہ ہو [illegible] الاسرار و اذکار الابرار ۲۰ منہ [2] اسرار المعانی ۱۲ منہ

بزرگ ظاہر ہونگے، ان کا نام عبدالقادر ہوگا، وہ تمام اولیاء اللہ کے سرتاج ہونگے،

حضرت شیخ ابو بکر حرارؒ کا فرمان

شیخ ابو محمد بطاحیؒ کہتے ہیں، کہ حضرت غوث الثقلینؒ کی ولادت سے پہلے حضرت شیخ ابو بکر حرار رحمۃ اللہ علیہ نے ماہ رمضان المبارک ۴۷۰ھ ہجری میں ایک مجلس کے درمیان فرمایا[1]، کہ لوگو! عنقریب عراق میں ایک ولی اللہ پیدا ہوگا، جس کا نام عبدالقادر اور لقب محی الدین ہوگا، وہ بامر الہٰی فرمائیگا، کہ

قَدَمِی هٰذِهٖ عَلٰی [illegible] کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ یعنی میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے،

حضرت شیخ ابو بکر بن ہوار بطائحیؒ کا ارشاد

شیخ ابو محمد شنبکی کا بیان ہے، کہ میں نے سیدنا شیخ ابو بکر بن ہوار بطائحی رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا تھا، کہ عراق کے اوتاد آٹھ ہیں،

(۱) معروف کرخیؒ (۲) احمد بن حنبلؒ (۳) بشر حافیؒ (۴) منصور بن عمارؒ (۵) جنیدؒ (۶) سری (۷) سہل بن عبداللہ تستریؒ (۸) عبدالقادر جیلانیؒ

میں نے آپ سے دریافت کیا، کہ حضور! عبدالقادر جیلانی کون ہیں؟ آپ نے فرمایا عجمی شریف ہیں، جن کا مسکن بغداد اور ظہور پانچویں صدی میں ہوگا، وہ اپنے زمانہ کے اقطاب کے سردار ہوں گے،

حضرت شیخ منصور بطائحیؒ کا فرمان

شیخ منصور بطائحی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن بیٹھے بیٹھے اپنی مجلس میں فرمایا، کہ عنقریب ایک شخص عبدالقادر نام ظاہر ہوگا، اس کا مرتبہ عارفین میں بلند ہوگا، اس کی وفات اس حال میں ہوگی، کہ وہ روئے زمین پر اللہ اور

[1] یہ روایت اذکار الابرار میں موجود ہے ۱۲ منہ [2] یہ واقعہ مصنف بہجۃ الاسرار نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے ۱۲ منہ

[3] شیخ ابو بکر رحمۃ اللہ علیہ کردوں کے قبیلہ [illegible] میں سے تھے، بصرہ و واسط کے درمیان علاقہ بطائح میں رہتے تھے، وہیں آپ کا مزار مبارک بھی ہے، ۱۲ منہ [4] آپ عراق کے اکابر مشائخ میں سے تھے صاحب کرامات تھے

آپ کی بزرگی بچپن ہی سے مشہور تھی ۱۲ منہ [illegible] ملاحظہ ہو [illegible]

اس کے رسول کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہوگا، اگر کوئی تم میں سے اسوقت تک زندہ رہے، تو حرمت کو ملحوظ رکھکر اس کی تعظیم کرنا،

حضرت شیخ ابو احمد عبداللہؒ کا کشف

شیخ ابو احمد عبداللہ بن احمد بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے ۴۶۸ھ ہجری میں کوہ حرد پر بیٹھے بیٹھے فرمایا[1]، کہ سرزمین عجم میں عنقریب ایک لڑکا پیدا ہوگا، جو کثرت کرامات کے سبب تمام عالم میں مشہور ہوگا، تمام اولیاء اللہ میں اس کو قبولیت عامہ و تامہ ہوگی، وہ کہیگا، کہ میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے،

حضرت شیخ عقیل منبجیؒ کی بشارت

حضرت شیخ عقیل منبجی[2] رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے دریافت کیا، کہ اس وقت کا قطب کون ہے؟ تو آپنے فرمایا، کہ عنقریب عراق سے ایک عجمی جوان ظاہر ہوگا، جو بغداد میں لوگوں کو وعظ کریگا، وہ کہیگا، کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے، اولیاء اللہ اپنی گردنیں اس کے آگے جھکا دیں گے، اگر میں اس کے زمانہ میں ہوتا، تو اپنا سر اس کے آگے جھکا دیتا، جو اس کی کرامت کی تصدیق کرے گا، اس کو اللہ تعالیٰ نفع دیگا

سید المشائخ جنید بغدادیؒ کا مکاشفہ

شیخ موسیٰ سہروردیؒ مکاشفات اولیاء میں فرماتے ہیں، کہ ایک مرتبہ جمعہ کے روز حضرت سید المشائخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ حالت مکاشفہ میں تھے کہ آپنے فرمایا[3]

قَدَمُهٗ عَلٰى رَقَبَتِىْ، قَدَمُهٗ عَلٰى رَقَبَتِىْ

یعنی ان کا قدم میری گردن پر، ان کا قدم میری گردن پر،

---

[1] یہ واقعہ بہجۃ الاسرار میں لکھا ہے، ملاحظہ ہو صفحہ ۲ ۱۲منہ ؒ [2] آپ ملک شام کے مشائخ سے تھے مقام منبج میں جو حلب سے اس فرسنگ کے فاصلہ پر ہے، پچاس سال رہے، اور وہیں انتقال فرمایا، آپکو طیار بھی کہتے ہیں کیونکہ آپنے شیخ سے بلاد مشرق کو جانیکا ارادہ کیا، تو آپکے مینارہ پر چڑھکر لوگوں کو پکارا، وہ آپکی طرف گئے تو آپ ہوا میں اڑتے، آپکو غواص بھی کہتے ہیں، کیونکہ ایک دفعہ دریائے فرات کو آپنے اپنے سجادہ پر بیٹھکر عبور کیا تھا، دیکھئے بہجۃ الاسرار صفحہ ۱۲منہ ؒ

[3] ملاحظہ ہو ترغیب الناظر اور منازل الاصفیا ۱۲منہ ؒ

پھر سر جھکا لیا، جب حالت استغراق سے فارغ ہوئے، تو خدام نے اس کی حقیقت دریافت کی، فرمایا، کہ حالت مکاشفہ میں مجھ پر ظاہر ہوا ہے، کہ پانچویں صدی کے آخر میں ایک بزرگ پیدا ہونگے، جنکا نام عبدالقادر اور لقب محی الدین ہوگا، انکا مولد گیلان ہوگا، اور مسکن بغداد، وہ بامر الٰہی کہیں گے، کہ قَدَمِىْ هٰذِهٖ عَلٰى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِىِّ اللّٰهِ

اس مکاشفہ پر مجھکو خیال ہوا، کہ کیوں نہ اس عارف اعظم کا قدم میری گردن پر بھی ہو، چنانچہ اس خیال کے پیدا ہوتے ہی بے اختیار میری زبان سے یہ الفاظ نکل گئے کہ

قَدَمُهٗ عَلٰى رَقَبَتِىْ[1]

تفویض سجادہ

حضرت شیخ ابو محمد بطامیؒ فرماتے ہیں، کہ حضرت امام حسن عسکری رحمۃ اللہ علیہ نے وفات کے وقت اپنا سجادہ ایک معتمد بزرگ کے حوالے کر کے وصیت[2] فرمائی تھی، کہ ہجری پانچویں صدی کے آخر میں ایک بزرگ سید عبدالقادر نام پیدا ہونگے، یہ سجادہ ان کے لئے ہے، ان کے ظہور تک ایک دوسرے سے منتقل ہوتا ہوا ان کے پاس پہنچنا چاہیئے،

چنانچہ وہ سجادہ حضرت غوثیت مآب کے ظہور تک امانتاً منتقل ہوتا رہا، آخر ماہ شوال ۴۹۷ھ ہجری میں ایک عارف نے حضرت کی خدمت میں پیش کیا،

علاوہ ازیں اور بھی بہت سے اولیاء اللہ نے آپ کے ظہور کے متعلق بشارات دی تھیں، خوف طوالت سے انکو نظر انداز کیا جاتا ہے،

ولادت

کسی مست کے آنے کی آرزو ہے
کہ ساقی لئے ساغر مشک و بو ہے

آپ کی والدہ ماجدہ کی عمر ساٹھ برس کی تھی، کہ آپ پشت پدر سے رحم مادر میں داخل ہوئے، اطباء کے نزدیک اس عمر میں اولاد کا ہونا محال اور غیر ممکن ہے، لیکن یہ بھی آپ کی کرامت تھی، کہ رب العزت جل مجدہ نے اپنی قدرت کاملہ سے ناممکن کو ممکن کر دکھایا،

---

[1] یعنی ان کا قدم میری گردن پر ۱۲منہ ؒ [2] مخزن القادریہ میں بھی یہ واقعہ لکھا ہے ۱۲منہ ؒ

آخر مدتِ حمل کی میعاد گذرنے کے بعد وہ مبارک مقدس اور مسعود دن بھی آگیا، جسکے لئے فضائے روحانی بے چین و بے قرار تھی، یہ وہی مولود تھا جس کا خیر مقدم کرنے کے لئے عزم وثبات، توکل و رضا، طاعت و عبادت، صبر و قناعت اور تواضع وانکساری پریشان و مضطرب تھی، اور انتظار میں بے اختیار پکار رہی تھی کہ ؎

وعدہ کیا تھا یار نے آنے کا دن ڈھلے
سورج خدا کے واسطے ہو جا تلے تلے

آج کی شب وہی شب جاں نواز تھی، جبکہ تمام روحانی دنیا میں سرسبزی و شادابی کا اعلان عام ہوگیا تھا، یہ ساعت وہی ساعت ہمایوں تھی، جبکہ سعادتوں، برکتوں، عبادتوں اور تمناؤں کا افتتاح ہوگیا تھا، یہ وقت وہی مبارک و مسعود وقت تھا جب کہ آتشکدۂ کفر، و آذرکدۂ کفر بھی سرد ہو کر رہ گئے تھے، ؎

آنے والا ہے چمن میں لے صبا اک مست ناز
ہر کلی مینا بنے، ہر پھول پیمانہ رہے

تاریخ ولادت

یعنی ۴۷۱ سنہ ہجری[۱] یکم رمضان المبارک کو بوقت شب آپ حسنِ یوسف، اخلاقِ محمدی، صدقِ صدیقِ اکبرؓ، عدلِ عمرؓ، حلمِ عثمانؓ اور شجاعتِ حیدری کے ساتھ عالمِ قدس سے عالمِ امکان میں تشریف فرما ہوئے ؎

غوثِ دین بحرِ کرامت کے گہر پیدا ہوئے
واہ کیا چرخِ نبوت پر قمر پیدا ہوئے
ہیں ثنا خواں جن کے سارے وحش و طیر انس و جاں
کیا ہی ذیشاں یہ شہِ جن و بشر پیدا ہوئے
حسنِ یوسف، خلقِ احمد اور شجاعت حیدری
وصف تھے جتنے نمونہ ان میں سر بسر پیدا ہوئے
تھے شہِ مرداں علی المرتضیٰ شیرِ خدا
غوثِ اعظم محی دین جن کے پسر پیدا ہوئے

[۱] بعض روایتوں میں سنہ ۴۷۰ ہجری بھی آیا ہے، واللہ اعلم بالصواب ۱۲ منہ رح

لوگوں نے آپ کی ولادت، عمر اور وفات کی بہت سی تاریخیں لکھی ہیں، مگر ایک شخص نے تو کمال ہی کر دیا ہے، آپ کی یہ تینوں تاریخیں ایک ہی شعر میں قلمبند کر دی ہیں، اس نے تاریخ ولادت **عاشق**، تاریخ وفات **معشوق الٰہی** اور تاریخ عمر **کامل** کہا ہے، چنانچہ شعر ملاحظہ ہو ؎

جنابِ غوثِ اعظم قطبِ عالم
کہ نورش تافت از مہ تا بماہی
بسنش کامل و عاشق تولد
وفاتش داں ز معشوقِ الٰہی

ایک اور شاعر نے آپ کی تاریخ ولادت وفات یوں لکھی ہے، ؎

شاہِ شاہاں شیخ عبد القادر است
دلنشیں و دلربا و دلبر است
سید عالی نسب در اولیاء است
نورِ چشم مصطفےٰ و مرتضےٰ است
سالِ مولودش ز اوجِ کبریا
گفت ہاتف زیبِ تاجِ اولیاء ۴۷۱
عقل سالِ نقلِ آں [illegible] عالی شیم
صاحبِ فردوسِ اعلیٰ زد رقم

ایک اور شاعر نے آپ کی تاریخ ولادت یوں کہی ہے ؎

بادشاہے کہ اولیاء اللہ
زیرِ پائش نہادہ جملہ رقاب
زاں ولی مالکِ الرقاب آمد
سالِ تاریخ مولدش بحساب

واقعاتِ اثنائے ولادت

آپ کی ولادت کے وقت بہت سے واقعات ظہور میں آئے،

پہلا واقعہ چنانچہ پہلا واقعہ ولادت کی شب کو پیش آیا، کہ آپ کے والد ماجد ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں دیکھا، کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مع صحابہ کرام و اولیائے عظام تشریف لائے ہیں، اور فرما رہے ہیں کہ

یَا اَبَا صَالِحٍ اَعْطَاکَ اللّٰہُ تَعَالٰی	اے ابو صالح! تجھکو اللہ تعالے نے فرزند
اِبْنًا صَالِحًا وَّھُوَ وَلَدِیْ وَمَحْبُوْبِیْ	صالح عطا فرمایا ہے، وہ بمنزلہ میرے بیٹے
وَمَحْبُوْبُ اللّٰہِ تَعَالٰی سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی	کے ہے، میرا اور اللہ عزوجل کا محبوب ہے
شَانُہٗ وَسَیَکُوْنُ لَہٗ شَانٌ عَالٍ	اولیاء و اقطاب میں اس کا مرتبہ
فِی الْاَوْلِیَآءِ وَالْاَقْطَابِ	عالی ہے، ؎

شہرہ کسی کے حسن کا نزدیک و دور تھا

روح رواں یہاں تو وہاں اشک حور تھا

دوسرا واقعہ دوسرا واقعہ حقیقت میں حیرت انگیز ہے، وہ یہ کہ آپ کی ولادت کی شب تمام صوبہ گیلان میں ایک لڑکی بھی پیدا نہیں ہوئی، سب کے سب لڑکے ہی تولد ہوئے، جن کی تعداد ایک ہزار ایک سو کے قریب تھی،

پھر لطف یہ کہ جتنے لڑکے اس شب پیدا ہوئے، سب کے سب ولی کامل نکلے، یہ بھی آپ کی ولادت کی یمن و برکت تھی،

واقعات بعد ولادت

علاوہ ازیں ولادت کے بعد بھی بہت سے حیران کن، عجیب و غریب حیرت انگیز واقعات پیش آئے،

پہلا واقعہ چنانچہ ولادت کے بعد سب سے پہلا واقعہ یہ پیش آیا، جیسا کہ آپ کی والدہ فرماتی ہیں، کہ جب میرے لال عبد القادر پیدا ہوئے تو رمضان المبارک شروع تھا، اس ماہ مقدس میں یہ میری چھاتی سے کبھی دن کے وقت دودھ نہیں پیتے تھے،

لہ ملاحظہ ہو کتاب مناقب غوثیہ اور ترغیب الناظر ۲ صفحہ ۶ سلہ مناقب غوثیہ ۱۰ صفحہ ۲
سلہ بہجۃ الاسرار صفحہ ۹۰، بہجۃ الاسرار صفحہ ۳۳، ترغیب الناظر صفحہ ۱۰ ملاحظہ ہو ۱۲ صفحہ ۲

اتفاقاً ایک دفعہ بادل کے سبب ہلال رمضان میں شبہ پڑگیا، قرب و جوار کے چند آدمیوں نے مجھ سے دریافت کیا، کہ سیدہ! کیا تم کو رویت ہلال کی کوئی صحیح اطلاع ملی ہے، میں نے کہا، کہ آج میرے عبد القادر نے دن کو دودھ نہیں پیا ہے، اس لئے میں سمجھتی ہوں، کہ آج رمضان شریف کی پہلی تاریخ ہے،

کچھ عرصہ کے بعد معتبر شہادتوں سے تصدیق ہوگئی، کہ ہلال رمضان نظر آگیا ہے، پھر تو یہ بات شہر کے اطراف و اکناف میں مشہور ہوگئی، کہ سادات شرق میں ایک مبارک بچہ پیدا ہوا ہے، جو رمضان میں دن کو دودھ نہیں پیتا،

حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شعر میں اس واقعہ کیطرف اشارہ کیا ہے ؎

بِدَایَۃُ اَمْرِیْ ذِکْرُہٗ مَلَاَ الْفَضَا

وَصَوْمِیْ فِیْ مَہْدِیْ بِہٖ کَانَ

یعنی میرے ابتدائی حالات کے ذکر سے تمام عالم پُر ہے، اور میرا گہوارہ میں روزہ رکھنا مشہور ہے،

تعلیم و تربیت

ابھی آپ نے ہوش نہیں سنبھالا تھا، کہ اچانک آپکے والد ماجد اس دار فانی کو خیرباد کہکر دار ابدی کی جانب کوچ کرگئے، اور آپ سایہ عاطفت پدری سے بالکل محروم رہ گئے

چونکہ اسوقت آپکے نانا حضرت سید عبد اللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ زندہ تھے، اس لئے انہوں نے آپ کو اپنے کنار عاطفت میں لے لیا،

آپ بچوں کے ساتھ بالکل نہ کھیلا کرتے تھے، چنانچہ فرماتے ہیں، کہ جب میں بچوں کے ساتھ کھیلنے کا قصد کرتا، تو غیب سے ایک قائل کو یہ کہتے ہوئے سنتا اِلَیَّ یَا مُبَارَکُ اے خدا کے برکت دیئے ہوئے میری طرف آ، میں نے تجھے اپنے لئے پیدا کیا ہے، لہو و لعب کے لئے نہیں پیدا کیا، ؎

چند سوئے دگراں مے روی اے راحت جان　　سوئے من آ کہ ترا یار وفادار منم

میں یہ آواز سنکر ڈر جاتا، اور بھاگ کر اپنی ماں کی گود میں جا بیٹھتا

سلہ اخبار الاخیار ۱۰ صفحہ ۲

آغازِ تعلیم یہ تو صحیح طور پر معلوم نہیں، کہ آپ کی تعلیم کا آغاز کب سے ہوا، مگر اتنا ضرور پتہ چلتا ہے، کہ آپ دس برس کی عمر میں اپنے شہر کے مکتب کے اندر پڑھنے جایا کرتے تھے، کیونکہ جب آپ سے دریافت کیا گیا، کہ آپ کو اپنے ولی ہونے کا علم کب ہوا، تو آپؒ نے فرمایا، کہ جب میں دس برس کا تھا تو اپنے شہر کے مکتب میں پڑھنے جایا کرتا تھا، راستہ میں ملائکہ میرے پیچھے پیچھے چلتے دکھائی دیتے تھے، جب میں مدرسے پہنچتا تو ان کو بار بار یہ کہتے ہوئے سنتا، کہ اللہ کے ولی کو بیٹھنے کے لئے جگہ دو، اللہ کے ولی کو بیٹھنے کے لئے جگہ دو،

سفرِ بغداد جب آپکی عمر اٹھارہ برس کی ہوئی۔ تو آپ نے تحصیل علم کے لئے بغداد کا عزم مصمم کیا، اس کی وجہ آپ نے خود یوں بیان فرمائی ہے، کہ اوائل دیہات میں ایک دفعہ میں عرفہ کے دن شہر سے باہر نکلا، اتفاقاً راستہ میں کسی کاشتکار کا بیل چلا جاتا تھا، میں اس کے پیچھے پیچھے ہولیا، بیل نے مڑ کر میری طرف دیکھا اور مجھے مخاطب کر کے کہنے لگا، کہ ؎

مَالِهٰذَا خُلِقْتَ وَلَا بِهٰذَا اُمِرْتَ (اے عبدالقادر) تو اس واسطے پیدا نہیں کیا گیا، اور نہ ہی تجھے اس کا حکم دیا گیا ہے،

یہ سنکر میرے دل میں محبت الٰہی کے جذبہ اور ذوق و شوق نے جوش مارا، میں گھر کو گیا، اور والدہ ماجدہ کی خدمت میں جا کر عرض کیا، کہ اگر اجازت ہو، تو تحصیل علوم شریعت و طریقت کیلئے بغداد جاؤں، اور بیل کا ماجرا بھی کہہ سنایا،

محترمہ یہ سنکر رو پڑیں، اور اسی دینار جو میرے والد بزرگوار کے ترکہ سے انہیں ملے تھے میرے پاس لائیں، میں نے ان میں سے چالیس اپنے بھائی کے لئے چھوڑ دیئے، باقی چالیس ماں نے بغل کے نیچے میری گدڑی میں سی دیئے، پھر دعا فرمائی،

سنہ پیدائش [illegible] ... مصنف [illegible] نے لکھا ہے، کہ [illegible]
[illegible] نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا تھا، اور انہی نے آپ سے یہ روایت کی ہے [illegible]
[illegible] کے ساتھ احادیث سے [illegible] و جمادات کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کرنا ثابت ہے [illegible]

پھر مجھ سے کہا، کہ اے عبدالقادر! میں تمکو نصیحت کرتا ہوں، کہ ہمیشہ سچ بولنا، اور جھوٹ بات کبھی بھی منہ سے نہ نکالنا، اس کے بعد مجھے رخصت کرنے کے لئے باہر آئیں، اور ایک سرد سانس کھینچکر کہا، کہ بیٹا! میں تجھکو اپنے اللہ کے سپرد کرتی ہوں، وہی تیرا حافظ و نگہبان ہے،

بسفر رفتنت مبارکباد بسلامت روی باز آئی

والدہ سے رخصت ہو کر میں بغداد جانے والے ایک قافلہ کے ساتھ ہولیا، جب ہمدان سے قافلہ آگے بڑھا، تو اچانک ساٹھ قزاق ہم پر ٹوٹ پڑے، اور قافلہ کے تمام مال و اسباب کو لوٹ لیا، مگر مجھ سے کسی نے تعرض نہ کیا، تھوڑی دیر کے بعد ایک قزاق مجھے دیکھکر واپس لوٹا، اور کہنے لگا، کیوں تیرے پاس بھی کچھ ہے؟ میں نے سچ سچ کہدیا، کہ ہاں میرے پاس چالیس دینار ہیں، وہ اس بات کو ہنسی سمجھکر چلا گیا، پھر ایک دوسرے قزاق نے دریافت کیا، اس سے بھی میں نے سچ سچ کہدیا، وہ بھی تمسخر سمجھکر چلا گیا، جب وہ دونوں اپنے سردار کے پاس گئے، تو یہ سب ماجرا اسے کہہ سنایا اس نے کہا، کہ اچھا! اسے میرے پاس پکڑ لاؤ، وہ دونوں بھاگے بھاگے آئے، اور مجھے اس کے پاس پکڑ کر لے گئے، کیا دیکھتا ہوں، کہ وہ ٹیلے پر بیٹھے آپس میں مال تقسیم کر رہے ہیں، آتے ہی اس سردار نے مجھ سے پوچھا، کہ سچ بتلا، تیرے پاس کیا ہے؟ میں نے کہا، چالیس دینار، اس نے کہا، کہاں ہیں؟ میں نے کہا، بغل کے نیچے گدڑی میں سلے ہوئے ہیں، اس نے گدڑی کو ادھیڑ کر دیکھا، تو اس میں سے چالیس دینار برآمد ہوئے،

یہ دیکھکر سردار نے حیرانی و استعجاب سے کہا، کہ اے لڑکے! تم جانتے ہو، کہ ہم قزاق ہیں، جو مال ملتا ہے، اسے لوٹ لیتے ہیں، پھر تم نے ہم لٹیروں کا خوف کر کے اس دیناروں کے بھید کو مخفی کیوں نہ رکھا؟ میں نے کہا، کہ میری والدہ نے چلتے وقت مجھے نصیحت کی تھی، کہ بیٹا! ہمیشہ سچ بولنا، کبھی جھوٹ کے پاس تک بھی نہ پھٹکنا، میں کیونکر والدہ کی نصیحت کو چھوڑ کر چالیس دیناروں کی خاطر جھوٹ بولتا،

یہ سنکر وہ سردار اسقدر متاثر ہوا، کہ اس کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو ٹپک پڑے، اور ایک حسرت بھرا سانس کھینچ کر کہا، کہ آہ! تم نے تو اپنی ماں کا عہد

نہیں توڑا، اور میں اتنے سالوں سے اپنے رب کا عہد توڑ رہا ہوں۔

یہ کہکر وہ میرے قدموں پر گر پڑا، اور میرے ہاتھ پر توبہ کی، اس کے ساتھیوں نے یہ حالت دیکھکر کہا، کہ تو رہزنی میں ہمارا پیشرو تھا، اب توبہ میں بھی ہمارا پیشرو ہے،

ان سب نے میرے ہاتھ پر توبہ کی، اور قافلہ کا تمام مال واپس کر دیا، یہ پہلی دفعہ تھی کہ لوگوں نے میرے ہاتھ پر توبہ کی، کہتے ہیں، کہ قزاقوں کے سردار کا نام احمد بدوی تھا، ﷲ درّ مَنْ قَالَ ؎

کر دیا تم نے وَلِیْ فُسّاق اور فُجّار کو
نُور بخشا آپنے چشم اولی الابصار کو
جب برس جائے کہیں ابرِ سخاوت آپکا
سبز کر دیں سر بسر شکلِ گلستاں خار کو
سینکڑوں مجرم، ہوئے ہیں محرم درگاہِ حق
رام کر ڈالا ہزاروں زمرۂ کفار کو

علم شریعت

استفادہ — الغرض جب آپ چار سو میل سے زائد اور تکلیف دہ او خطرناک سفر طے کر کے ۴۸۸ھ ہجری میں شہر بغداد میں پہنچے، تو علمائے کرام وائمہ عظام سے استفادہ فرمانے لگے،

قرآن مجید تو آپنے پہلے ہی سے حفظ کر لیا ہوا تھا، اب اس کو روایت ودرایت اور قرأت سے پڑھا،

علم فقہ[1] اور اصول کے اساتذہ — پھر علم فقہ اور اصول کی طرف متوجہ ہوئے اور عرصہ دراز تک ابو الوفا علی بن عقیل حنبلی رح، ابو الخطاب محفوظ الکلوذانی الحنبلی، ابو الحسن محمد بن قاضی ابو یعلے رح، محمد بن

[1] ملاحظہ ہو قلائد الجواہر اور بہجۃ الاسرار ۱۲ منہ رح

حسین بن محمد فرا، حنبلی رح اور قاضی ابو سعید مبارک بن علی مخرّمی[1] حنبلی رحمۃ اللہ علیہم سے پڑھتے رہے، مگر ان[2] کے بعض اصولی و فروعی مسائل میں مخالف تھے،

علم حدیث کے اساتذہ[3] — علم حدیث تو آپنے بہت سے مشائخ سے پڑھا ان میں سے چند ایک حضرات کے اسمائے گرامی درج ذیل کئے جاتے ہیں،

ابو غالب محمد بن حسن الباقلانی، ابو سعید محمد بن عبد الکریم بن خُشیش، ابو الغنائم محمد بن علی بن میمون الفرسی، ابو بکر احمد بن المظفر، ابو محمد جعفر بن احمد بن الحسین القاری السّراج، ابو القاسم علی بن احمد بن بنّان الکرخی، ابو عثمان اسمٰعیل بن محمد الاصبہانی، ابو طالب عبد القادر بن محمد بن یوسف، ابو طاہر عبد الرحمٰن بن احمد، ابو البرکات ہبۃ اللہ بن المبارک، ابو العز محمد بن مختار الہاشمی، ابو نصر محمد، ابو غالب احمد، ابو عبد اللہ یحییٰ اولاد علی البناء، ابو الحسن بن المبارک المعروف بہ ابن الطیوری، ابو منصور عبد الرحمٰن القزاز، ابو البرکات طلحہ العاقولی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

علم ادب کے اُستاد[4] — علم ادب آپنے علامہ ابو زکریا یحییٰ بن علی التبریزی سے حاصل کیا،

علامہ تبریزی بڑے پایہ کے ادیب تھے، بغداد کے مدرسہ نظامیہ میں علم ادب کے مدرس اعلیٰ تھے، بہت[5] سی کتابوں کے مصنف تھے،

[1] مخرم بغداد کے ایک محلہ کا نام ہے، جو مخرم ابن یزید بن شریح کی طرف منسوب ہے ۱۲ منہ رح [2] جیسا کہ مصنف قلائد الجواہر نے لکھا ہے، ۱۲ منہ رح [3] قلائد الجواہر ۱۲ منہ رح [4] قلائد الجواہر اور بہجۃ الاسرار ملاحظہ ہو، [5] مثلاً شرح القصائد العشر، تفسیر القرآن والاعراب، شرح اللمع، الکافی فی علمی العروض والقوافی، شرح دیوان حماسہ، شرح دیوان متنبی، شرح دیوان ابی تمام، شرح الدریدیہ، شرح المفضلیات، تہذیب الاصلاح وغیرہ آپ ہی کی تصانیف ہیں، ۱۲ منہ رح

تحصیل علوم اور تکالیف کا سامنا

مباحات کی تلاش

تحصیل علوم میں آپ کو قسم قسم کی تکالیف و مصائب طرح طرح کی آفات و بلیات اور گوناگوں صعوبتوں و کلفتوں کا سامنا کرنا پڑا، والدہ نے چالیس دینار جو دیئے تھے، وہ تو غالباً راستہ میں ہی صرف ہو گئے تھے، بغداد پہنچتے ہی فقر و فاقہ نے آن دبایا،

چنانچہ آپ فرماتے ہیں، کہ پہلے پہل جب میں بغداد گیا، تو وہاں بیس روز تک مجھے نہ تو کوئی کھانے کی چیز ملی، اور نہ ہی کوئی مباح شے ہاتھ لگی، آخر تنگ آ کر میں ایوانِ کسریٰ[2] کے ویرانے کیطرف نکلا، تاکہ کوئی مباح چیز دستیاب ہو، مگر جب وہاں پہنچا، تو اپنی طرح ستر اولیاء کو پیٹ کیلئے مباحات کی تلاش میں پھرتے پایا، میں نے دل میں خیال کیا، کہ ان میں مزاحم ہونا بالکل خلاف مروّت ہے، اس لئے میں بغداد کی طرف لوٹ آیا،

راستہ میں مجھے اپنے وطن کا ایک شخص ملا، جس کو میں اچھی طرح پہچانتا نہ تھا، اُس نے مجھے سونے کا ایک ٹکڑا دیا، اور کہا کہ یہ تیری والدہ نے تیرے واسطے بھیجا ہے، میں اُسے لیکر فوراً ویرانے کیطرف واپس گیا، اس میں سے تھوڑا سا اپنے واسطے رکھکر باقی سب اُن ستر ولیوں میں جو میری طرح قوت لایموت تلاش کر رہے تھے، تقسیم کر دیا، انہوں نے مجھ سے پوچھا یہ کہاں سے لائے ہو؟ میں نے کہا، میری والدہ نے یہ میرے لئے بھیجا ہے، میں نے یہ نامناسب سمجھا، کہ میں اپنے اس حصّہ سے آپ لوگوں کو محروم رکھوں،

پھر میں بغداد لوٹ آیا، اور باقی پارۂ زر سے کھانا خریدا، اور فقراء کو آواز دی، چنانچہ ہم سب نے ملکر کھایا،

---

[1] ملاحظہ ہو بہجۃ الاسرار مطبوعہ مصر صـ۱۱ و قلائد الجواہر ۱۲ منہ رح

[2] یہ وہی ایوان ہے، جس کے چودہ کنگرے حضور سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت کے روز متزلزل ہو کر گر پڑے تھے ۱۲ منہ رح

ضبطِ جوع

شیخ عبداللہ سلمیؒ کا بیان ہے، کہ میں نے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے سُنا ہے، وہ فرماتے تھے کہ ایک دفعہ مجھے کئی روز تک کھانا نہ ملا، اتفاق سے میں محلہ قطیعہ شرقیہ میں چلا گیا، وہاں ایک شخص نے ایک ملفوف کاغذ میرے ہاتھ میں دیا، میں اسے لیکر ایک بقال کی دکان پر آیا، اور اس کے عوض میدہ کی روٹی اور خبیص[1] لیکر اپنی اس سنسان مسجد میں گیا، جہاں میں تنہا بیٹھکر اپنے اسباق کو دہرایا کرتا تھا، اُس کھانے کو میں نے اپنے سامنے رکھ لیا، اور سوچنے لگا، کہ کھاؤں یا نہ کھاؤں، اتنے میں ایک ملفوف کاغذ پر میری نظر پڑی، جو دیوار کے سایہ میں پڑا ہوا تھا، میں نے اس کاغذ کو اٹھا لیا، کیا دیکھتا ہوں، کہ اس میں لکھا ہوا ہے، کہ اللہ تعالےٰ نے کتب سابقہ میں سے کسی ایک کتاب میں فرمایا ہے، کہ "خدا کے شیروں کو لذّات و خواہشات سے کیا سروکار، خواہشات اور لذّات تو صرف ضعیف اور کمزور لوگوں کے لئے ہیں، تاکہ وہ ان کے ذریعہ سے طاعت و عبادت الٰہی پر قادر ہوں"، یہ پڑھتے ہی میرے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے، جسم پر لرزہ طاری ہو گیا، خشیت الٰہی سے ہر ہر عضو تھر تھر کانپنے لگ گیا، فوراً رومال اُٹھا، روٹی کو وہیں چھوڑ، الگ ہو کر مسجد کے ایک گوشہ میں دو رکعت نماز ادا کی، اور وہاں سے چلا آیا،

قحط سالی اور صبر و استقلال

اسی طرح ابو بکر تیمیؒ کا بیان ہے، کہ میں نے حضرت شیخ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ سے سُنا ہے، وہ فرماتے تھے، کہ ایک دفعہ بغداد میں قحط پڑا، جس کی وجہ سے مجھے نہایت تنگدستی اور مصائب کا سامنا کرنا پڑا، کئی روز تک میں نے کھانا مطلق نہیں کھایا، بلکہ گری پڑی چیز تلاش کر کے کھا لیتا تھا، اور اسی پر گذران کرتا تھا،

ایک روز بھوک کی شدّت اور بیتابی کیوجہ سے میں دریائے دجلہ کیطرف دوڑتا ہوا گیا، تاکہ کاہو کے پتے یا سبزی وغیرہ جو کچھ ملے، کھالوں، مگر جہاں جاتا، وہاں پہلے

---

[1] خبیص ایک قسم کے حلوا کا نام ہے، منتہی الارب میں اس کی تعریف یوں لکھی ہے، "طعامیکہ از روغن و خرما سازند" منہ رح

[2] یہ قلائد الجواہر صـ۹ پر لکھا ہے ۱۲ منہ رح

ہی لوگ موجود ہوتے، اگر کوئی چیز ملتی بھی، تو اُس پر فقراء کا ہجوم ہوتا، میں اُن سے مزاحمت کرنا پسند نہ کرتا، آخر میں شہر میں لوٹ آیا، مگر یہاں بھی مجھے کوئی گری پڑی چیز دستیاب نہ ہوئی،

غرض بھوک سے بے چین گلی کوچوں میں قوتِ لایموت کیلئے مارا مارا پھرتا رہا، آخر پھرتے پھرتے سوق الریحانیین[1] کی مسجد کے قریب پہنچا، تو اس وقت بھوک سے بالکل بیتاب ہوگیا، دماغ چکرانے لگ گیا، حواس گم اور اوسان خطا ہوگئے، بے ہوشی طاری ہوگئی، آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا، اسی پریشانی کے عالم میں دوڑ کر مسجد کے گوشہ میں جا بیٹھا،

اسی اثنا میں ایک عجمی جوان مسجد میں نان اور بھنا ہوا گوشت لیکر آیا، اور کھانے لگا، غلبۂ بھوک کی وجہ سے میری یہ کیفیت تھی، کہ جب وہ کھانیکے لئے لقمہ اُٹھاتا، تو بے اختیار میں اپنا منہ کھول دیتا، حتیٰ کہ میں نے اپنے نفس کو اس نازیبا حرکت پر ملامت کی، اور کہا، کہ اے نفس! بھروسا اور توکل بھی آخر کوئی شے ہے، اتنی بے صبری کے کیا معنے؟

اتنے میں اچانک اُس عجمی جوان کی مجھ پر نظر پڑی، مجھے دیکھتے ہی اس نے کہا بھائی آیئے، بسم اللہ کیجئے، میں نے انکار کیا، لیکن اس کے بے حد اصرار نے مجھے کھانے پر مجبور کر دیا، ابھی میں نے تھوڑا سا ہی کھایا تھا، کہ وہ مجھ سے میرے حالات دریافت کرنے لگا، کہ آپ کون اور کہاں کے باشندے ہیں، اور کیا شغلہ رکھتے ہیں، میں نے کہا، کہ میں جیلان کا رہنے والا ہوں، علم فقہ پڑھتا ہوں، یہ سنکر اُس نے مسرت آمیز لہجہ میں کہا، کہ الحمد للہ میں بھی جیلان کا رہنے والا ہوں، اس کے بعد اُس نے کہا، اچھا کیا آپ ایک جیلانی نوجوان عبد القادر نام کو جانتے ہیں، میں نے کہا، وہ تو میں ہی ہوں، پھر وہ گھبرایا، اس کے چہرہ کا رنگ متغیر ہوگیا، اور ٹپ ٹپ اُس کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے، اور بے چینی و اضطراب میں کہنے لگا، کہ بھائی! خدا کی قسم میں کئی روز سے تمہیں تلاش کر رہا ہوں، جب میں بغداد میں پہنچا، تو اس وقت میرے پاس اپنا ذاتی خرچ بھی موجود تھا، مگر جب بیٹھے تمہاری تلاش اور جستجو کی، تو کسی سے تمہارا سراغ نہ لگا، پتہ

---

[1] بغداد کی ایک مشہور منڈی ہے ۱۲ منہ رح

نہ چلا، یہاں تک کہ میرا نفقہ ختم ہوگیا، ختم ہونیکے بعد متواتر تین دن میں اس حالت میں رہا کہ آپ کی امانت کے سوا میرے پاس کھانا خریدنے کے لئے اور کچھ نہ تھا،

جب میں نے دیکھا، کہ مجھے تیسرا فاقہ گذرنے کو ہے، اور شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پے در پے فاقہ ہونے کی حالت میں تیسرے روز مردار کھانے تک کی اجازت دیدی ہے، اس لئے میں آج تمہاری امانت سے ایک وقت کے کھانے کے دام نکال کر یہ کھانا خرید لایا ہوں، اب آپ خوشی سے یہ کھانا تناول کیجئے، یہ آپ ہی کا کھانا ہے اور میں آپ کا مہمان ہوں، گو پہلے بظاہر یہ میرا تھا، لیکن اب آپ اس کے مالک ہیں،

میں نے حیرانی و استعجاب سے پوچھا، یہ کیا معاملہ ہے؟ اُس نے جواب دیا، کہ آپکی والدہ نے آپ کے لئے میرے ہاتھ آٹھ دینار بھیجے تھے، جن میں سے بوجہ شدت فاقہ میں نے یہ کھانا خرید لیا ہے، یہ میں نے آپ کی امانت میں ایک زبردست خیانت کی ہے، جس کے ارتکاب پر میں آپ سے معافی کا خواستگار ہوں، اُس کا یہ جواب سُنکر میں نے اُسے تسلی، تسکین اور اطمینان دلایا، پھر ہم دونوں سے جو کچھ کھانا بچا تھا، وہ بھی اور کچھ دینار بھی اُسے دیکر رخصت کر دیا،

اللہ اکبر کیسا صبر و تحمل تھا، کتنی نفس کشی تھی، کسقدر استغنا اور بے پرواہی تھی، کہ مل گیا، تو کھا لیا، نہ ملا تو کوئی گلہ اور شکوہ نہیں ؎

مل گیا جو، اُسے انعام خدا جانتے تھے
نہ بُرا جانتے تھے اور نہ بھلا جانتے تھے
حاجتیں لے کے کسی دَر پہ گئے تھے نہ کبھو
نہ زمیں بوس کی عادت تھی نہ تسلیم کی خُو

امدادِ غیبی اسی طرح شیخ ابو محمد عبد اللہ جبائیؒ[1] کا بیان ہے، کہ مجھ سے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، کہ ایک دن میں

---

[1] شیخ عبد اللہ جبائی صاحب کرامات ولی اور اپنے زمانہ کے اکابر مشائخ سے تھے، ملک شام میں پیدا ہوئے تھے آپ کا والد نصرانی تھا، جو آپ کے زمانہ طفولیت ہی میں مر گیا تھا، گیارہ سال کی عمر میں آپ حلقہ اسلام میں داخل ہوئے اور [illegible] میں بغداد میں تحصیل علم کیلئے آئے، اور عمر کا بیشتر حصہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں گذارا حضرت علیہ الرحمۃ کے انتقال کے بعد ہمدان چلے گئے اور وہیں [illegible] میں انتقال فرمایا ۱۲ منہ ملاحظہ ہو قلائد الجواہر [2] یہ واقعہ قلائد الجواہر مطبوعہ مصر کے صفحہ [illegible] پر لکھا ہے ۱۲ منہ رح

صحرا میں ایک جگہ بیٹھا فقہ کا سبق یاد کر رہا تھا، اور افلاس و غربت، فاقہ و تنگدستی کے ہاتھ سے تالاں تھا، کہ ناگاہ ہاتفِ غیبی نے آواز دی، کہ اے عبد القادر! جا قوت لایموت کے لئے قرض لے لے، تاکہ تحصیلِ علوم میں تجھے دقت پیش نہ آئے، میں نے جواب میں کہا، کہ میں کس منہ سے قرض لوں، میں تو ایک مفلس اور فاقہ کش آدمی ہوں، میرے پاس تو ایک حبہ تک نہیں، کس طرح ادا کرونگا، ہاتفِ غیبی نے کہا مطمئن رہو، ادا کرنا ہمارا ذمہ ہے،

یہ سنکر میں ایک نانبائی کے پاس آیا، اور اس سے کہا، کہ تو مجھے اس شرط پر ہر روز بطور قرض ڈیڑھ روٹی دیدیا کر، کہ اگر مجھے کہیں سے کچھ دستیاب ہوگیا، تو تجھے ادا کر دونگا، اور اگر میں مرگیا تو مجھے معاف کر دینا، نانبائی نے جب یہ الفاظ سنے تو بے اختیار رو پڑا، اور کہنے لگا، کہ حضرت میں نے آپکو اجازت دی، جو آپ کا جی چاہے، مجھ سے لے جایا کریں، چنانچہ میں اس سے ہر روز ڈیڑھ روٹی لے آیا کرتا تھا،

جب مجھے روزانہ روٹی لاتے ایک مدت گذر گئی، تو ایک دن مجھے یہ معاملہ بہت ناگوار گذرا، کہ کھانے تو جاتا ہوں، مگر ابھی تک ادا، کچھ بھی نہ کر سکا، اتنا خیال آنا تھا کہ ناگاہ ایک ہاتف نے آواز دی، کہ اے عبد القادر! فلاں دکان پر جا، اور جو کچھ وہاں نظر پڑے، اٹھا کر اس سبزی فروش کو دیدے، جب میں اس دکان پر آیا، تو وہاں ایک پارہ زر پڑا دیکھا، میں نے اٹھا کر سبزی فروش کو دیدیا،

سوال سے اجتناب

شیخ ابو محمد عبد اللہ جبائی کا بیان ہے، کہ مجھ سے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہی فرمایا، کہ اہل بغداد کی ایک جماعت علم فقہ میں مشغول تھی، جب غلہ کے دن آتے، تو یہ لوگ یعقوبا نام ایک گاؤں میں اناج مانگنے چلے جاتے، اور وہاں سے کچھ غلہ وصول کر لاتے،

ایک دفعہ انہوں نے مجھ سے کہا، کہ آؤ، تم بھی ہمارے ساتھ چلو، چونکہ میں اس وقت کم سن تھا، اس لئے میں بھی ان کے ہمراہ ہولیا، اس وقت یعقوبا میں ایک نہایت ہی متقی پرہیزگار اور متدین شخص تھا، جسے شریف یعقوبی کے نام سے پکارتے

تھے، میں اس کی زیارت کے لئے گیا، اس نے مجھے اثنائے گفتگو میں کہا کہ طالبانِ حق کبھی کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتے،

پھر اس نے خصوصیت کے ساتھ مجھے سوال کرنے سے منع کیا، پھر اس کے بعد نہ میں کسی جگہ گیا، اور نہ ہی میں نے کسی سے سوال کیا،

مصائب اور برداشت

علاوہ ازیں شیخ ابو عبد اللہ نجار کا بیان ہے، کہ مجھ سے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، کہ مجھ پر بڑی بڑی ناقابل برداشت سختیاں گذرا کرتی تھیں، اگر وہ سختیاں پہاڑ پر گذرتیں، تو پہاڑ بھی پھٹ جاتا، ؎

صُبَّتْ عَلَیَّ مَصَائِبٌ لَوْ اَنَّھَا

صُبَّتْ عَلَی الْاَیَّامِ صِرْنَ لَیَالِیَا

جب مصائب، تکالیف، سختیاں اور صعوبتیں چاروں طرف سے مجھے احاطہ کر لیتیں، تو میں تنگ آکر زمین پر لیٹ جاتا، اور بار بار یہ آیۃ کریمہ پڑھتا،

فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا، اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا — بیشک تنگی کے ساتھ آسانی ہے، بیشک تنگی کے ساتھ آسانی ہے،

پھر میں زمین سے سر اٹھاتا، تو میری سب کی سب کلفتیں دور ہو جاتیں،

اسی طرح آپ نے یہ بھی فرمایا ہے، کہ جب میں طالب علمی کے زمانہ میں مشائخ و اساتذہ سے علم فقہ پڑھا کرتا تھا، تو سبق پڑھکر جنگل کی طرف نکل جایا کرتا تھا، اور بغداد میں نہ رہا کرتا تھا، صرف جنگلوں، بیابانوں کے ویران اور خراب مقامات میں، دن ہو یا رات، آندھی ہو یا جھکڑ، موسلا دھار مینہ ہو یا اولوں کی بارش، اپنی زندگی بسر کیا کرتا تھا، اس وقت میں سر پر ایک چھوٹا سا عمامہ باندھتا، اور صوف کا جبہ پہنا کرتا تھا، برہنہ پا کانٹوں اور پتھریلی زمینوں پر گھومتا رہتا تھا، کاہو ساگ، اور دیگر ترکاریوں کی کونپلیں جو مجھے دریائے دجلہ کے کنارے ملجایا کرتی تھیں، کھایا کرتا تھا، الغرض کوئی مصیبت مجھ پر ایسی نہ گذرتی تھی، جس کو میں نبھا نہ دیتا تھا،

لہ کذا فی قلائد الجواہر ۱۲ منہ رح

تکمیلِ علم باوجود ان جانکاہ مصائب اور تکالیف کے حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے علاوہ دیگر علوم کے علمِ قرأت، علمِ تفسیر، علمِ حدیث، علمِ فقہ، علمِ کلام، علمِ لغت، علمِ ادب، علمِ نحو، علمِ عروض، علمِ مناظرہ، علمِ تاریخ، علمِ انساب، علمِ فراست وغیرہ علوم میں خصوصیت کے ساتھ وہ شہرت اور ناموری حاصل کی، کہ علمائے بغداد کیا بلکہ علمائے زمانہ سے سبقت لے گئے،

ان علوم کی سندِ تکمیل آپ نے ماہ ذی الحجہ ۴۹۶ھ ہجری میں حاصل کی،

علمِ طریقت

آثارِ ولایت بچپن ہی سے آپ کی پیشانی سے آثارِ تقدس و بزرگی، علامات اتقاء و پرہیزگاری نمایاں اور انوارِ معرفت و ولایت تاباں تھے جو بڑے زور سے اس امر کی شہادت دیتے تھے، کہ یہ **ہلال عنقریب اقطابِ عالم پر بدر ہو کر چمکے گا،**

چنانچہ آپ اپنے عین عالمِ شباب کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں، کہ جب میں پہلی دفعہ حج بیت اللہ کو گیا، اس وقت میں عین عالمِ شباب میں تھا، جب میں منارہ **ام القرون**[1] کے قریب پہنچا، تو یہاں پر شیخ **عدی بن مسافر**[2] سے میری ملاقات ہوئی، آپ بھی اس وقت عین عالمِ شباب میں تھے، آپ نے مجھ سے پوچھا، کہاں جا رہے ہو؟ میں نے کہا، مکہ معظمہ جا رہا ہوں، پھر آپ نے پوچھا، کیا میرا اور آپ کا ساتھ ہو سکتا ہے، میں نے کہا، کیوں نہیں، ہزار مرتبہ،

غرض ہم دونوں چل پڑے، اثنائے راہ میں ہمیں ایک برقعہ پوش نحیف البدن نوعمر حبشیہ لڑکی ملی، یہ لڑکی میرے بالمقابل کھڑی ہو گئی، اور میرے چہرہ کی طرف تیز نگاہ سے دیکھ کر کہنے لگی، کہ آپ کہاں کے رہنے والے ہیں؟ میں نے کہا، کہ میں

---

[1] ملاحظہ ہو، نکار الابرار ۴ و ۱۲ سنہ ۱۷ یہ منارہ مکہ معظمہ کے راستے میں واقع ہے، سلطان جلال الدولہ ملک شاہ بن الپ ارسلان (متوفی ۴۸۵ھ) ایک سال بطور رسالت حاجیوں کے ساتھ نکلا، واپس آتے ہوئے اس نے شکار کے واسطے ایک حلقہ بنایا اور بہت سے جانور شکار کئے، پھر ان کے سینگوں اور کھروں سے ایک منارہ بنایا، جو منارۃ القرون (یعنی سینگوں کا منارہ) کے نام سے مشہور ہوا، امام یاقوت حموی لکھتے ہیں، کہ یہ منارہ اب تک

بغداد کا رہنے والا ہوں، پھر کہنے لگی، کہ آپ نے آج مجھے بہت تھکایا ہے، میں نے کہا، وہ کس طرح؟ بولی ابھی میں بلاد حبشہ میں تھی، مجھے اس وقت مشاہدہ ہوا، کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل پر تجلی کی، اور آپ پر اپنا وہ فضل و کرم عطا کیا جو زمانہ حال میں کسی پر نہیں کیا، اس لئے بے اختیار ہو کر میرے دل نے چاہا، کہ میں آپ سے ملاقات کروں، پھر اس نے کہا، کہ میرا ارادہ ہے، کہ آج دن بھر میں آپ دونوں صاحبوں کے ہمراہ رہوں، اور آپ ہی کے ساتھ روزہ افطار کروں، میں نے کہا، سر آنکھوں پر،

اس کے بعد وہ وادی کے ایک طرف چلنے لگی، اور ہم دونوں دوسری طرف، جب مغرب کا وقت آیا، اور افطار کا وقت ہو چکا، تو آسمان سے ہماری طرف ایک طباق اترا، جس میں روٹیاں، سرکہ اور کچھ ترکاری تھی، یہ دیکھ کر اس حبشیہ نے کہا،

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَكْرَمَنِيْ وَاَكْرَمَ — اللہ کا ہزار ہزار شکر ہے، کہ اس نے میری
ضَيْفِيْ اِنَّهٗ لِذٰلِكَ اَهْلٌ — اور میرے مہمانوں کی عزت کی، کیونکہ ہر
فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ يَنْزِلُ عَلَيَّ رَغِيْفَانِ — رات میرے لئے دو روٹیاں اترا کرتی
وَاللَّيْلَةُ سِتَّةٌ اِكْرَامًا لِاَضْيَافِيْ — تھیں، آج چھ اتریں۔

پھر ہم تینوں نے دو دو روٹیاں کھائیں، اس کے بعد پانی کے کوزے اترے، ان میں سے ہم نے پانی پیا، یہ پانی حلاوت اور لذت میں دنیا کے پانی سے مشابہ نہ تھا،

پھر وہ حبشیہ ہم سے رخصت ہو کر چلی گئی اور ہم مسافت طے کرنے کے بعد مکہ معظمہ پہنچ گئے،

ایک روز ہم طواف کر رہے تھے، کہ اللہ تعالیٰ نے افاضۂ انوار سے شیخ عدی پر احسان کیا، شیخ عدیؒ پر غشی طاری ہو گئی، اور وہ ایسے بے ہوش ہوئے، کہ دیکھنے والا خیال کرتا تھا، کہ ان کا انتقال ہو گیا، اس وقت پھر میں نے اس لڑکی کو ان کے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: موجود ہے، کذا فی معجم البلدان ۲، منہ [2] آپ طائفہ عدویہ کے شیخ ہیں، دمشق کے مغرب میں قریہ بیت نار کے اندر تولد ہوئے، بغداد میں حضرت غوثیت مآب، شیخ حماد دباس اور شیخ عقیل منبجی وغیرہ اولیاء اللہ کی صحبت سے مشرف ہوئے، اور پھر کوہ ہکار میں گوشہ نشین ہو گئے، اور وہیں نوے سال کی عمر میں ۵۵۷ھ ہجری میں وصال فرمایا، دیکھو قلائد الجواہر صفحہ ۱۱۶، منہ

سرہانے کھڑے دیکھا، یہ اُن کو اُلٹ پلٹ کر کہنے لگی، کہ تمہیں وہی زندہ کریگا، جس
نے تمہیں مار ڈالا ہے، پاک ہے وہ ذات کہ حادث اشیاء اس کے جلالی نور کی تجلی
کے آگے بجز اس کے برقرار رکھنے کے قائم نہیں رہ سکتیں، اور کائنات اس کی صفات
کے ظہور کے آگے بجز اس کی تائید کے برقرار نہیں رہ سکتی، بلکہ اس کے جلال کے انوار اور
اس کی تقدیس کی شعاؤں نے عقلمندوں کی آنکھیں چندھیا دی ہیں،

پھر اللہ تعالٰے نے اس کے بعد مجھ پر الطاف و کرم کی نظر کی، اور باطن میں میں نے
دیکھا، کہ مجھ سے کوئی کہہ رہا ہے، کہ اے عبدالقادر! ظاہری تجرید چھوڑ دے اور
تفرید توحید اور تجرید تفرید اختیار کر، ہم عنقریب تجھے اپنی نشانیوں سے
عجائبات دکھائیں گے، تو اپنی مراد کو ہماری مراد سے خلط ملط نہ کر، تاکہ تو ہمارے سامنے
ثابت قدم رہے، تو وجود میں ہمارے سوا کسی کا تصرف نہ ہونے دے، تاکہ تو ہمیشہ ہمارے
مشاہدہ میں رہے، اور لوگوں کو نفع پہنچانے کیلئے ایک جگہ بیٹھ جا کیونکہ ہمارے بہت
سے بندے ہیں، جن کو ہم تیری برکت سے اپنا مقرب بنائیں گے،

اس وقت اس حبشیہ نے مجھ سے کہا کہ اے جوان میں نہیں جانتی، کہ آج تیرا
کیا رتبہ ہے، تجھ پر ایک نورانی خیمہ لگا ہوا ہے، اور آسمان تک فرشتوں نے تجھے گھیرا
ہوا ہے، اور اولیاء اللہ کی نگاہیں اپنے اپنے مقاموں پر تیری طرف لگی ہوئی ہیں اور
متمنی ہیں، کہ تجھ سے انکو فیوض و برکات پہنچیں،

یہ کہکر وہ چلی گئی، پھر میں نے اس کو نہیں دیکھا،

یہ واقعات بتلاتے ہیں، کہ اوائل ریعان ہی سے آپ علم طریقت میں قدم رکھتے تھے اب
علم شریعت سے فارغ ہونے کے بعد آپ باقاعدہ علم طریقت کی طرف ہمہ تن مشغول
ہوگئے،

حصول علم شریعت کیوجہ

علم شریعت بھی آپنے صرف اس لئے نہیں
حاصل کیا تھا، کہ یہ ہر ایک مسلمان پر فرض
ہے، بلکہ اس لئے بھی کہ یہ نفوس مرضیہ کیلئے شفائے کلی ہے، اتقاء اور پرہیزگاری کا
سیدھا اور مستقیم راستہ ہے، تقویٰ و طہارت کی ایک قوی حجت، اور واضح دلیل ہے،
صلحاء اور نیک لوگوں کا مایۂ فخر و ناز ہے، علم طریقت کے عروج اور ترقی کا باعث اور

سبب ہے،

معلم طریقت

علم طریقت آپ نے زیادہ تر حضرت ابوالخیر حماد بن[1]
مسلم دباس سے حاصل کیا،

شیخ عبداللہ جبائی کا بیان ہے، کہ مجھ سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ
نے فرمایا، کہ ایک دفعہ بغداد میں کثرت فتنہ و فساد کیوجہ سے میں نے قصد کیا، کہ میں
یہاں سے چلا جاؤں، چنانچہ قرآن شریف بغل میں دبا میں باب حلبہ کیطرف
چلا، تاکہ جنگل کیطرف نکل جاؤں، اچانک ہاتف غیبی نے مجھے آواز دی، کہ کہاں جاتے
ہو، اور زور سے ایک دھکا دیا، جس سے میں گر پڑا، پھر اس نے کہا، لوٹ جاؤ تمہارے
ذریعہ سے خلق کو نفع پہنچیگا، میں نے کہا، مجھے خلق سے کیا سروکار، میں تو اپنے دین
کی حفاظت کرنے کیلئے جاتا ہوں، اس نے کہا، نہیں تم یہیں رہو، تمہارا دین سلامت
رہے گا،

اس کے بعد مجھ پر چند ایسے حالات وارد ہوئے، جن میں کچھ التباس تھا، میں
نے ان کے لئے خدائے تعالیٰ سے آرزو کی، اے مولا! مجھے کوئی ایسا بندہ ملا دے
جو ازالۂ التباس کر دے،

جب دوسرا دن ہوا، تو میں مظفریہ میں سے گذرا، ایک شخص نے دروازہ کھولکر
مجھ سے کہا، کہ کیوں عبدالقادر تم نے خدائے تعالےٰ سے کل کیا مانگا تھا، یہ سن کر
میں خاموش رہا، اور کچھ نہ بول سکا، پھر اس شخص نے سخت غضبناک ہو کر اس زور
سے دروازہ بند کیا، کہ اطراف دروازہ سے گرد و غبار اڑ کر میرے چہرہ پر پڑی، میں
پریشانی کے عالم میں واپس آیا، جب کچھ دور نکل گیا، تو مجھے رات کا سوال یاد آگیا
اور خیال گذرا، کہ ضرور بالضرور یہ شخص صالحین یا اولیاء اللہ سے ہے، اس لئے
میں اس دروازہ کو ڈھونڈنے کے لئے لوٹا، مگر باوجود تلاش کے نہ پایا، مجھے سخت
قلق ہوا،

---

[1] حضرت شیخ حماد بن مسلم دباس رحمۃ اللہ علیہ بغداد کے بڑے مشائخ سے تھے، علوم و حقائق میں علمائے راسخین میں سے
یگانہ عالم تھے، مریدوں کی تعلیم و تربیت میں ان سے بڑھ کر بغداد میں کوئی شیخ نہ تھا، بغداد کے اکثر مشائخ و صوفیا انہی کے
فیض یافتہ تھے، آپ ملک شام میں دمشق سے ایک میل کے فاصلہ پر رحبہ نام گاؤں میں پیدا ہوئے تھے، بغداد کے محلہ مظفریہ
[illegible]

پھر مدت کے بعد میں نے انہیں پہچانا، اور انکی خدمت میں آمد و رفت کرتا رہا، ان سے اپنے اشکال حل کرائے، علم طریقت حاصل کیا،
یہ بزرگ شیخ حماد دباس رحمۃ اللہ علیہ تھے،

مجاہدات و ریاضات

طریقت میں قدم رکھتے ہی جب آپ کو مجاہدہ اور ریاضت کی طرف بے حد رغبت پیدا ہوئی، تو مراتب قرب و خلوت نشینی میں آپ اتنے بڑھے کہ آپ نے آبادی کو چھوڑ کر بیابانوں میں معموروں کو چھوڑ کر ویرانوں میں رہنا شروع کر دیا،

پچیس سال تک عراق کے بیابانوں میں سیاحت

شیخ ابو السعود احمد بن ابی بکر حریمی کا بیان ہے، کہ مجھ سے ایک دفعہ شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ میں پچیس سال تک تن تنہا عراق کے بیابانوں، ویرانوں اور خراب مقامات میں پھرتا رہا، نہ میں لوگوں کو جانتا تھا، اور نہ ہی لوگ مجھے پہچانتے تھے۔ البتہ اسوقت میرے پاس رجال الغیب اور جن آیا کرتے تھے، جنکو میں علم طریقت اور وصول الی اللہ کی تعلیم دیا کرتا تھا،

جب میں پہلے پہل عراق میں داخل ہوا، تو حضرت خضر علیہ السلام نے میرا ساتھ دیا، مگر میں ان کو پہچان نہیں سکتا تھا، سب سے قبل آپ نے مجھ سے عہد لیا کہ میں ہرگز آپکی مخالفت نہ کرونگا، اس کے بعد مجھ سے فرمایا، کہ میرے آنے تک یہیں ٹھیرو، میں حسب وعدہ تین سال تک متواتر اسی جگہ بیٹھا رہا، جہاں آپ مجھے ٹھیرنے کا حکم دے گئے تھے۔

اس عرصہ میں دنیا اور اس کی خواہشات مختلف شکلوں میں مجھ پر وارد ہوتی تھیں، مگر

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۰) میں، ناکرتے تھے، انگور و خرما کا شیرہ فروخت کیا کرتے تھے، اسی واسطے انکو دباس کہتے ہیں، آپ کے شیرہ پر مکھی نہ بیٹھا کرتی تھی، ۵۲۵ھ ہجری میں آپ کا انتقال ہوا، اور مقبرہ شونیزیہ میں دفن ہوئے

ملاحظہ ہو نفحات مطبوعہ مصر صفحہ ۱۳۲۲ھ ۱۲ منہ رح

لہ ملاحظہ ہو بہجۃ مطبوعہ مصر صفحہ ۵۵ و قلائد ۱۲ منہ رح

اللہ تعالےٰ نے مجھے انکی طرف التفات کرنے سے بچا لیتا تھا، شیاطین مختلف بھیانک ڈراؤنی شکلوں اور صورتوں میں میرے پاس آتے، اور مجھ سے لڑتے تھے، مگر اللہ تعالےٰ مجھے ان پر غالب رکھتا تھا، میرا نفس متشکل ہو کر اپنی خواہش کے لئے کبھی تو مجھ سے عاجزی کرتا، اور کبھی میرے ساتھ لڑائی کرتا، مگر ایزد متعال مجھے اسپر غلبہ دیتا،

ابتدا میں میرا نفس اگر مجاہدہ کا کوئی طریقہ اختیار کرتا، تو اس پر ہمیشہ قائم رہتا، مدت دراز تک میں شہروں کے بنجر، ویران، غیر آباد اور خراب مقامات میں پھرتا، اور نفس کو طرح طرح کی ریاضتوں مجاہدوں اور مشقتوں میں ڈالتا رہا، چنانچہ ایک سال سبزی یا گری پڑی چیز کھاتا، اور پانی نہ پیتا، اور ایک سال پانی پیتا، اور سبزی یا گری پڑی کوئی چیز نہ کھاتا، اور ایک سال نہ کھاتا نہ پیتا، اور نہ سوتا،

ایک رات شدت سردی کیوجہ سے میں ایوان کسریٰ میں جا سویا، وہاں مجھے احتلام ہو گیا، میں اسی وقت اٹھا، اور دریائے دجلہ کے کنارے پر جا کر غسل کیا، پھر سو گیا، پھر احتلام ہو گیا، پھر غسل کیا، اسی طرح چالیس بار احتلام ہوا، اور چالیس مرتبہ میں نے غسل کیا، پھر میں نیند آ جانے کے خوف سے ایوان کے اوپر چڑھ گیا،

برسوں تک میں بغداد کے محلہ کرخ کے ویران و غیر آباد مکانوں میں بھی رہا ہوں اس اثنا میں سوائے کوندلوں[1] کے میں کچھ نہ کھاتا تھا، ہر سال کے شروع میں ایک شخص مجھے صوف کا جبہ لا کر دیتا، جسے میں پہن لیتا،

میں نے ایک ہزار تک علوم و فنون محض اس لئے حاصل کئے، کہ دنیا کے جھگڑوں اور مخصوں سے نجات حاصل کروں، اور حقیقی راحت میسر ہو، لوگ مجھے مجنون بتاتے، میں جنگلوں اور بیابانوں میں نکل جاتا، برہنہ جسم کانٹوں پر لوٹتا، شور و غوغا کرتا، تمام بدن سے خون جاری ہو جاتا، لوگ مجھے شفاخانے میں لے جاتے، مگر میری حالت اور بھی ابتر ہو جاتی، ۵

[1] کوندل ایک بوٹی کا نام ہے، جو پانی میں بکثرت اگتی ہے، یہ پیاز کے پتوں کی طرح گول مگر ان سے بڑی اور ٹھوس ہوتی ہے، اسے عربی میں بردی اور فارسی میں رخ کہتے ہیں، منتخب میں اس کی تعریف یوں لکھی ہے، کہ بردی یا رخ گیاہیست کہ از شاخ و برگ آں بوریا بافند، واز آنرا بفارسی رخ گویند الخ یہ ملک مالوہ اور مصر میں بکثرت ہوتی ہے چونکہ اسکے نچلے حصہ میں کسی قدر مٹھاس ہوتی ہے، اس لئے دیہات کے بچے اسے گنے کیطرح چوستے ہیں، ۱۲ منہ رح

مریض عشق پر رحمت خدا کی
مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

یہانتک کہ مجھ میں اور مردہ میں کوئی تمیز نہ رہتی، لوگ کفن لے آتے، اور غسال کو بُلوا کر مجھے نہلانے کے لئے تختہ پر رکھدیتے، مگر دفعتاً میری حالت درست ہو جاتی

شب بیداری

شیخ ابو العباس احمد بن یحیٰے بغدادی معروف بہ ابن الدبیقی کا بیان[1] ہے، کہ میں نے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی سے سُنا آپ فرماتے تھے، کہ میں چالیس سال عشاء کے وضوء سے صبح کی نماز پڑھتا رہا، اور پندرہ سال ساری ساری رات ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر صبح تک فی شب ایک قرآن شریف ختم کرتا رہا،

چنانچہ ایک رات میں ایک سیڑھی پر چڑھ رہا تھا، کہ میرے نفس نے کہا، کاش! تو ایک گھڑی سو جائے پھر تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد اُٹھکر عبادت کرے، جونہی یہ خطرہ میرے دل میں آیا، میں وہیں ٹھیر گیا، اور ایک پاؤں پر کھڑا ہو گیا، اور قرآن شریف شروع کیا، یہاں تک کہ اسی حالت میں ختم کر دیا،

نفس کشی

شیخ ابو العباس ہی کا بیان ہے، کہ میں نے آپ سے سُنا، آپ فرماتے تھے، کہ میں بُرج عجمی[2] میں گیارہ برس رہا، میں نے اس میں خدا سے عہد کیا، کہ جب تک میرے منہ میں لقمہ دیکر مجھے کھانا نہ کھلایا جائیگا، اس وقت تک میں کھانا نہ کھاؤنگا، اور جب تک مجھے پانی نہ پلایا جائیگا، تب تک نہ پیوں گا، چنانچہ متواتر چالیس روز تک نہ میں نے کچھ کھایا نہ پیا، اس کے بعد ایک شخص کھانا لایا، اور میرے آگے رکھکر چلا گیا، بھوک کی شدت سے میرا نفس کھانے ہی کو تھا، کہ میں نے کہا، واللہ! میں ہرگز اس عہد کو نہ توڑونگا، یہ خیال کرتے ہی میں نے اپنے باطن سے ایک چلّانے والے کی آواز سُنی، کہ ہائے بھوک! ہائے بھوک!! میں نے اس کی کچھ پرواہ نہ کی،

اسی اثناء میں شیخ ابو سعید مخرمی رحمۃ اللہ علیہ مجھپر گذرے، انہوں نے جو چلّانے کی آواز سُنی، تو میرے پاس آکر کہا، کہ عبد القادر! یہ کیا ہے؟ میں نے کہا؟ یہ نفس

[1] ملاحظہ ہو بہجہ مطبوعہ مصر صفحہ ۶۶ ۱۲ منہ رح [2] اس برج کا نام حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے طویل قیام کی وجہ سے برج عجمی ہو گیا تھا، ملاحظہ ہو بہجہ صفحہ ۹۵ ۱۲ منہ رح

کا قلق و اضطراب ہے، روح تو اپنے مولےٰ کے خیال میں مشغول حالت سکون و قرار میں ہے، آپ مجھے اپنے گھر لے گئے، اور کھانا کھلانے لگے، یہاں تک کہ میں خوب سیر ہو گیا،

ایک خاص حالت

شیخ ابو القاسم عمر بن مسعود کہتے ہیں[1]، کہ میں نے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے سُنا، آپنے فرمایا، کہ ابتدائے سیاحت میں مجھ پر بہت سے احوال طاری ہوتے تھے، میں اُن میں اپنے وجود سے غائب ہو جاتا، اور اکثر اوقات بے ہوشی کے عالم میں دوڑا کرتا تھا، جب وہ حالت مجھ سے اُٹھ جاتی، تو میں اپنے آپکو ایک دُور دراز مقام میں پاتا،

چنانچہ ایک دفعہ بغداد کے ویرانے میں یہی حالت مجھ پر طاری ہوئی، میں قریباً ایک گھنٹہ بے ہوشی کے عالم میں پھرتا رہا، پھر وہ حالت مجھ سے دُور ہو گئی، کیا دیکھتا ہوں، کہ میں بغداد سے بارہ دن کی مسافت پر بلاد شُشتر میں کھڑا ہوں، میں اپنی اسی حالت پر غور کر رہا تھا، کہ ایک عورت نے مجھ سے کہا، کہ تم شیخ عبد القادر ہو کر اپنی اس حالت پر تعجب کر رہے رہو،

وجدانہ کیفیت

اسی طرح شیخ ابو محمد عبد اللہ جبائی کہتے ہیں، کہ مجھ سے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، کہ ایک رات مجھ پر ایک خاص وجدانہ کیفیت طاری ہوئی، اُسوقت بیساختہ میں نے زور کے ساتھ ایک چیخ ماری، جس سے ڈکیتی لوگ گھبرا اُٹھے، انہوں نے جانا، کہ شاید پولیس آن پہنچی، یہ لوگ نکلے، اور میرے پاس آئے، مجھے زمین پر بے ہوش پڑا دیکھکر کہنے لگے، کہ یہ تو عبد القادر مجنون ہے، اس بھلے آدمی نے ہمیں ڈرا دیا،

شیاطین کے ساتھ جنگ اور حیرت انگیز غلبہ

شیخ عثمان صیرفی کا بیان[2] ہے، کہ میں نے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے سُنا، آپ نے فرمایا، کہ

[1] بہجہ و قلائد ۱۲ منہ رح ۔ [2] بہجہ و قلائد ۱۲ منہ رح

میں رات دن بنجر، ویران اور خراب مقامات میں رہا کرتا تھا، بغداد کی طرف بالکل نہیں آتا تھا، شیاطین میرے پاس مسلح ہو کر ہیبت ناک صورتوں میں صف بصف آتے، مجھ پر آگ پھینکتے، اور مجھ سے لڑا کرتے تھے، مگر میں اپنے دل وہ ہمت، استقلال، شجاعت، اولوالعزمی اور ثابت قدمی پاتا، جو بیان سے باہر ہے اور ہاتف غیبی کو یہ کہتے ہوئے سُنتا، کہ اے **عبد القادر! اُٹھو، میدان میں نکل کر ان کا مقابلہ کرو، ہم تمہاری مدد کرینگے، اور تم کو ثابت قدم رکھیں گے،**

پھر جب میں اُنکے مقابلہ کے لئے اُٹھتا، تو وہ سب کے سب رفو چکر ہو جاتے گاہے گاہے ان میں سے صرف ایک شیطان کھڑا رہتا، اور مجھے طرح طرح سے ڈرا کر کہتا، کہ یہاں سے چلے جاؤ، میں جرأت کر کے اُس کے منہ پر ایک طمانچہ مارتا تو وہ اُلٹے پاؤں بھاگ جاتا، پھر میں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ پڑھتا تو وہ جلکر خاک بھسم ہو جاتا،

ایک دفعہ میرے پاس ایک بدشکل بھونڈی صورت، کریہ منظر، بدبودار شخص آیا، اور کہنے لگا، کہ میں ابلیس ہوں، مجھے اور میرے گروہ کو آپ نے عاجز کر دیا ہے، اس لئے میں آپ کی خدمت میں رہنا چاہتا ہوں، میں نے کہا، جا یہاں سے دُور ہو جا، مجھے تجھ پر اطمینان نہیں ہے، میرا یہ کہنا تھا، کہ غیب سے کسی نے اس زور سے ایک ہاتھ اس کے دماغ پر مارا، کہ یہ زمین میں دھنس گیا، اس کے بعد یہ میرے پاس پھر دوبارہ آیا، اور آگ کے شعلوں سے میرے ساتھ لڑنے لگا، اچانک سبزہ[1] گھوڑے پر سوار ایک شخص نے آن کر مجھے ایک تلوار دی، جس کے دیکھتے ہی ابلیس اُلٹے پاؤں بھاگ گیا،

تیسری دفعہ میں نے اس کو پھر دیکھا، اُس وقت یہ مجھ سے دُور بیٹھا گریہ وزاری میں مشغول، سر پر خاک ڈال رہا تھا، اور حسرت بھرا سانس لیکر کہہ رہا تھا کہ اے عبد القادر! اب میں تجھ سے بالکل مایوس و نا اُمید ہو چکا ہوں، میں نے کہا، اے ملعون! دُور ہو جا، میں ہمیشہ تجھ سے ڈرتا ہوں، تیرے یہ الفاظ بھی تیری

[1] گھوڑوں کی ایک ایسی بھی قسم ہے، جس کو سبزہ کہتے ہیں، اس قسم کے گھوڑے سفید رنگ مگر کسی قدر سبزی، نیلی یا سیاہی مائل ہوتے ہیں، یہاں یہی مراد ہے، ۱۲ منہ ر، ح -

شیطنت اور مکاری پر دلالت کرتے ہیں، پھر اُس نے میرے گرداگرد بہت سے **جال** بچھا دیئے، میں نے کہا، یہ کیا ہے؟ اُس نے کہا، کہ یہ دنیاوی وساوس کے وہ جال ہیں، جن سے ہم تم جیسے لوگوں کا شکار کیا کرتے ہیں، تب میں نے ایک سال تک اُن کے بارہ میں توجہ کی، یہاں تک کہ وہ سب کے سب ٹوٹ گئے،

پھر اُس نے بہت سے اسباب مجھ پر ظاہر کئے، جو چاروں طرف سے مجھے احاطہ کئے ہوئے تھے، میں نے پوچھا، کہ یہ اسباب کیسے ہیں؟ اُس نے جواب دیا، کہ یہ خلق کے اسباب ہیں، جو تم سے ملے ہوئے ہیں، میں سال بھر تک ان کی طرف متوجہ رہا، یہاں تک کہ یہ اسباب مجھ سے بالکل منقطع ہو گئے،

اس کے بعد مجھ پر میرے باطن کا انکشاف کیا گیا، تو میں نے اپنے قلب کو بہت سے علائق سے ملوث دیکھا، میں نے دریافت کیا، کہ یہ علائق کیا ہیں؟ تو مجھے بتلایا گیا، کہ یہ تمہارے ارادے اور اختیارات ہیں، پھر ایک سال تک میں انکی طرف توجہ کرتا رہا، یہاں تک کہ وہ سب علائق منقطع ہو کر میرے دل کو اُن سے خلاصی ہوئی،

اس کے بعد مجھ پر میرا **النفس** ظاہر کیا گیا، میں نے دیکھا، کہ ابھی اس کے امراض باقی ہیں، اس کی خواہشات زندہ ہیں، اس کا شیطان سرکش ہے، میں نے سال بھر تک اس کی طرف توجہ کی، یہاں تک کہ نفس کے کُل امراض جڑتے جاتے رہے، اس کی خواہشات مردہ ہو گئیں، اس کا شیطان مسلمان ہو گیا، اور تمام امر اللہ کے لئے ہو گئے، میں اپنی ہستی سے جدا ہو گیا، مگر پھر بھی اپنے مقصود کو نہیں پہنچا،

پھر میں **توکّل** کے دروازہ پر آیا، تاکہ مقصد حاصل ہو، عقدہ حل ہو، مطلب پورا ہو، لیکن کیا دیکھتا ہوں، کہ توکّل کے دروازہ پر بہت بڑا ہجوم ہے، میں اس ہجوم کو پھاڑ کر نکل گیا،

پھر میں **شکر** کے دروازہ پر آیا، مجھے اس دروازے پر بھی ایک بڑا ہجوم ملا، میں اس کو بھی پھاڑ کر اندر چلا گیا،

اس کے بعد میں غنا کے دروازہ پر آیا، یہاں بھی بہت بڑا ہجوم ملا، جسے میں چیرتا پھاڑتا ہوا اندر چلا گیا،

پھر میں مشاہدہ کے دروازہ پر آیا، یہاں بھی ہجوم کو پھاڑ کر اندر داخل ہوگیا

پھر میں فقر کے دروازہ پر آیا، تو اُس کو میں نے خالی پایا، میں اُس میں داخل ہوا، جب اندر گیا، تو کیا دیکھتا ہوں، کہ جن جن چیزوں کو میں نے ترک کیا تھا، وہ سب کی سب یہاں موجود ہیں، یہاں مجھے ایک بہت بڑے روحانی خزانہ کی فتوحات میسّر ہوئی، روحانی عزّت، حقیقی غنا اور سچی آزادی ملی، یہاں آکر میں نے اپنی زِیست کو مٹا دیا، اپنے اوصاف کو چھوڑ دیا، جس سے میری ہستی میں ایک دوسری حالت پیدا ہوگئی،

آپ کا شیطان کے مکر سے محفوظ رہنا

آپ کے صاحبزادہ حضرت شیخ ضیاء الدین ابو نصر موسٰے رحمۃ اللہ علیہ کا بیان[1] ہے، کہ میں نے اپنے والد بزرگوار حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا، وہ فرماتے تھے، کہ ایک دفعہ میں دورانِ سیاحت میں کسی ایسے جنگل کی طرف نکلا، جہاں آب و دانہ کا نام و نشان تک نہ تھا، مجھے کئی روز تک پانی نہ ملا، جس سے پیاس کا ازحد غلبہ ہوا، اچانک میرے سر پر ایک بدلی کا ٹکڑا آیا، اُس سے کچھ بوندیں مجھ پر پڑیں، میں اُن سے سیراب ہوگیا،

پھر میں نے ایک نور دیکھا، جس سے آسمان کا کنارہ روشن ہوگیا، اس میں سے ایک صورت نمودار ہوئی، جس نے مجھے یوں پکارا، اے عبد القادر! میں تیرا پروردگار ہوں، میں نے تیرے واسطے حرام چیزیں حلال کردی ہیں، میں نے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھ کر اُسے دھتکارا تو اُس کی روشنی معدوم ہوگئی، اور وہ صورت دھوئیں کے شبیہ دکھائی دینے لگی، پھر اُس صورت سے یہ آواز سُنی، کہ اے عبد القادر! تم نے بحکمِ الٰہی اپنے علم سے میرے مکر سے نجات پائی، ورنہ میں اپنے اس مکر سے ستر صاحب طریقت

[1] ملاحظہ ہو بہجہ صفحہ ۱۲ ۔ ۱۲ منہ رح

ولیوں کو گمراہ کرچکا ہوں، میں نے کہا، بیشک میرے مولا کا فضل و کرم میرے شامل حال ہے،

شیخ ابو نصر رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے، کہ آپ سے دریافت کیا گیا، کہ آپ نے کس طرح جان لیا، کہ وہ شیطان ہے؟ آپ نے فرمایا، کہ اُس کے اِس قول سے، کہ اے عبد القادر! میں نے تیرے واسطے حرام چیزیں حلال کردیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ فحش باتوں کا کسی کو بھی حکم نہیں دیتا،

بیعت

الغرض جب آپ نے عبادات، ریاضات اور مجاہداتِ شاقہ کے بعد پورا پورا تزکیۂ نفس حاصل کرلیا، تو حضرت شیخ ابو سعید مبارک مخرمی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی، اور اُن کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوگئے،

تفویضِ خرقہ

شیخ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت کو اپنے ہاتھ سے کھانا کھلایا، حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ فرماتے ہیں، کہ جو لقمہ اُن کے ہاتھ سے میرے شکم میں جاتا تھا، وہ میرے باطن میں ایک نور بھر دیتا تھا،

پھر اُنہوں نے آپ کو خرقۂ ولایت عطا کیا، اور فرمایا، کہ اے عبد القادر! یہ وہ خرقہ ہے، جو جناب رسولِ خدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمایا تھا، اور اُن سے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو ملا تھا، اور اُن سے دست بدست مجھ تک پہنچا ہے،

اس خرقہ کے پہنتے ہی حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ پر اور بھی برکات و تجلیاتِ الٰہیہ نے ظہور کیا،

شیخ ابو سعید موصوف الصدر لکھتے[1] ہیں، کہ ایک دوسرے سے تبرّک حاصل کرنے کے لئے میں نے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کو اور انہوں نے مجھ کو خرقہ پہنایا،

[1] ملاحظہ ہو قلائد الجواہر ۱۲ منہ رح

شیوخ طریقت

یعنی

شجرۂ بیعت

سیدنا محی الدین عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ طریقت حضرت ابو سعید مبارک مخزومیؒ اور اُنکے شیخ ابو الحسن علی بن محمد قرشیؒ، اُنکے شیخ ابو الفرج طرطوسیؒ اُنکے ابو الفضل عبد الواحد تمیمیؒ، اُنکے شیخ ابو بکر شبلیؒ، اُنکے شیخ ابو القاسم جنید بغدادیؒ، اُنکے شیخ سری سقطیؒ، اُنکے شیخ معروف کرخیؒ، اُنکے شیخ داؤد طائیؒ اُنکے شیخ حبیب عجمیؒ، اُنکے شیخ حسن بصریؒ، اُنکے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ، اور اُنکے حضور سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام

وعظ

اور

تدریس وافتاء

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے، طبعًا مخلوق متوحش، ویرانہ پسند، اختلاط سے دل برداشتہ، زاویہ خمول وگوشہ گمنامی کے مشتاق اور اپنی عاشقانہ ومستانہ وار متوکلانہ گذران کے شیدا تھے، مگر چونکہ قطبیت کا تاج آپکے سر پر رکھا گیا تھا، کہ بھٹکے ہوؤں کو راہ بتلائیں، مبتلائے معصیت مُردہ دلوں کو طاعتِ حق جل وعلا کی حیات بخشیں، بیمارانِ قلب کا علاج کریں، پابند واسیر ہوس وطمع لوگوں کو ربانی، رحمانی اور اللہ والا بنا کر اپنے مولا کے سامنے پیش کریں، اور اپنے ارشادات وفیوضات سے مختلف الطبائع اشخاص کے قلوب کی ظلمتوں کو نور سے مبدل کردیں، اس لئے آپ کو مخلوق میں رہنے کی سخت تریں صعوبت میں مبتلا کیا گیا، اور تقدیر کے ہاتھوں نے سراپردہ خمول سے باہر

نکالکر ارشاد وتربیت خلق کے لئے بغداد کے محلہ باب الازج کے مدرسہ[1] میں لا بٹھایا،

اس وقت بغداد میں خلفائے عباسیہ کا دور دورہ تھا، اہل زمانہ دنیا طلبی میں منہمک، امراء حکومت میں بدمست اور نشۂ امارت میں سرشار تھے، معتزلہ اور مبتدعین کا رنگ جُدا تھا، طالب دنیا علماء نے اپنی اور دوسروں کی مٹی خراب کر رکھی تھی، جاہل صوفیوں نے طریقت کو شریعت سے علیحدہ اور آزاد ٹھیرا رکھا تھا،

چنانچہ اس سے متأثر ہو کر آپنے علاوہ تدریس وافتاء کے وعظ ونصیحت، اعلائے کلمۃ الحق، اصلاح خلق، اشاعت اسلام اور تجدید دین کا بیڑا اُٹھایا،

رویائے صادقہ اور وعظ کی ابتداء

ابھی اس کا عزم کیا ہی تھا، کہ ۱۶ ر شوال ۵۲۱ھ ہجری سہ شنبہ کے روز آپنے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب[2] میں دیکھا، حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، اے عبد القادر، **تم اللہ کی مخلوق کو گمراہی سے بچانے کے لئے وعظ ونصیحت اور پند وموعظت کیوں نہیں کرتے؟** آپ نے عرض کیا، کہ حضور، میں ایک عجمی شخص ہوں، فصحاء عرب کے سامنے کس طرح زبان کھولوں، سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اپنا منہ کھولو، آپ نے منہ کھولا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سات بار لعاب دہن آپ کے منہ میں ڈالا، اور فرمایا، جاؤ، تم وعظ ونصیحت کرو، اور حکمت وموعظۃ حسنہ سے لوگوں کو اپنے رب کیطرف بلاؤ،

چنانچہ ظہر کی نماز پڑھکر آپ بیٹھے، تو خلقت آپ کے گرد اگرد جمع ہوگئی، آپ کچھ مرعوب سے ہوگئے، اس اثناء میں آپنے شیر خدا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہُ کو مجلس میں اپنے آگے کھڑا دیکھا، حضرت علیؓ نے فرمایا، اے عبد القادر، وعظ

---

[1] یہ مدرسہ حضرت شیخ ابو سعید مخزومیؒ نے حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو تفویض کیا تھا، جیسا کہ قلائد الجواہر میں لکھا ہے، ۱۲ منہ رح

[2] ملاحظہ ہو بہجۃ مطبوعہ مصر صفحہ ۲۶ و قلائد و زبدۃ الآثار و مناظر ۱۲ منہ رح

کیوں نہیں کرتے، آپ نے کہا، ابا جان! میں گھبر گیا ہوں، حضرت علیؓ نے فرمایا، اپنا منہ کھولو، آپ نے کھولا، حضرت علیؓ نے چھ مرتبہ اپنا لعاب دہن آپ کے منہ میں ڈالا، آپ نے عرض کیا، پورے سات مرتبہ کیوں نہیں ڈالتے؟ شیر خدا نے فرمایا، رسولِ خدا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے پاس ادب کی وجہ سے ایسا نہیں کرتا، اس کے بعد حضرت علیؓ آپ سے پوشیدہ ہو گئے، اور پھر آپ کا غواصِ فکر دل کے دریا میں غوطے لگا لگا کر حقائق و معارف کے موتی نکالنے اور ساحلِ سینہ پر لا لا کر ڈالنے لگا، اور ترجمان زبان کا دلال اُنپر بولی دینے لگا، لوگ آ کر طاعت و عبادت کی گرانمایہ اور بے بہا قیمتیں گذران کر انہیں خریدتے، خدا کے گھروں کو ذکر الٰہی سے آباد کرتے اور بزبان حال یہ شعر پڑھتے، ؎[1]

عَلٰى مِثْلِ لَيْلٰى يَقْتُلُ الْمَرْءُ نَفْسَهٗ
وَيَحْلُوْلَهٗ مُرُّ الْمَنَايَا وَالْعَذَابُ

ہجوم خلق تھوڑے عرصہ بعد اطراف و اکناف بغداد میں آپ کی بہت شہرت ہو گئی، آپ کی مجلس وعظ میں اس کثرت سے لوگ آنے لگے، کہ مدرسہ کی جگہ اُن کے لئے کافی نہ ہوتی، اور تنگی کیوجہ سے لوگ مدرسہ کے باہر سڑک پر بیٹھ جاتے،

توسیع مدرسہ ہجوم کی کثرت کی وجہ سے امرائے شہر نے قرب وجوار کے مکانات کو شامل کر کے مدرسہ کو وسیع کر دیا، الغرض ۵۲۸ھ ہجری میں یہ مدرسہ ایک عالیشان عمارت کی صورت میں بنکر تیار ہو گیا،

تدریس آپ نے نہایت جد وجہد کے ساتھ وعظ و تدریس اور افتاء کا کام شروع کر دیا، دُور دراز ممالک کے لوگ آپ سے علوم شریعت و طریقت کے حصول کے لئے جوق در جوق آنے شروع ہو گئے، تھوڑے ہی عرصہ میں علماء و صلحاء کی ایک بڑی جماعت آپ کے پاس تیار ہو گئی، آپ سے علوم حاصل کر کے بہت سے اپنے اپنے شہروں کو واپس چلے گئے، اور تمام

[1] (ترجمہ) یعنی لیلیٰ جیسے معشوق پر انسان اپنی جان قربان کر دیتا ہے، اور اس کی ساری تلخیاں حلاوت سے بڑھکر شیریں ہو جاتی ہیں۔ ۱۲ منہ رح

عراق میں آپ کے مرید اور تلامذہ کثیر تعداد میں پھیل گئے،

آپکے اکابر تلامذہ[1] یوں تو آپ کے لاتعداد و بیشمار تلامذہ تھے جنہوں نے آپ سے باقاعدہ علوم شریعت و طریقت کی تحصیل کی تھی، لیکن یہاں صرف اُن چند مشاہیر کے اسمائے گرامی درج کئے جاتے ہیں، جنکو علم و فضل کیوجہ سے قبولیت عامہ نصیب ہوئی، اور عوام الناس کو اُن سے دینی فوائد پہنچے۔

(۱) محمد بن احمد بن بختیار رح (۲) ابو محمد عبداللہ بن ابو الحسن الجبائی رح (۳) فرزند عباس المصری رح (۴) عبد المنعم بن علی الحرانی رح (۵) ابراہیم الحداد الیمنی رح (۶) عبداللہ الاسد الیمنی (۷) عطیف بن زیاد الیمنی رح (۸) عمر بن احمد الیمنی الحجری رح (۹) مدافع بن احمد رح (۱۰) ابراہیم بن البشارۃ العدلی رح (۱۱) عمر بن مسعود البزاز رح (۱۲) شاہ پیر محمد الجیلانی رح (۱۳) عبداللہ بطائحی نزیل بعلبک رح (۱۴) مکی بن ابو عثمان السعدی رح (۱۵) ابنائے عبدالرحمن و صالح ابو عثمان السعدی رح (۱۶) عبداللہ بن الحسین بن العکبری رح (۱۷) ابو القاسم بن ابو بکر احمد رح (۱۸) احمد رح (۱۹) عتیق بن ابو القاسم رح (۲۰) عبد العزیز بن ابو نصر الجنانذی رح (۲۱) محمد بن ابو المکارم الجمۃ الیعقوبی رح (۲۲) عبد الملک بن دیال رح (۲۳) ابو احمد الفضیلہ (۲۴) عبد الرحمن بن نجم الخزرجی (۲۵) یحییٰ التکریتی رح (۲۶) بلال بن امیہ العدلی رح (۲۷) یوسف بن مظفر العاقولی رح (۲۸) احمد بن اسمٰعیل حمزہ رح (۲۹) عبداللہ بن المنصوری سدذنہ الصبر نقینی رح (۳۰) عثمان الیاسری رح (۳۱) محمد الواعظ الجیانار رح (۳۲) تاج الدین بن بطہ رح (۳۳) عمر بن المدائنی رح (۳۴) عبد الرحمن بن نقا رح (۳۵) محمد النخال رح (۳۶) عبد العزیز بن کلف رح (۳۷) عبد الکریم بن محمد المصیبری رح (۳۸) عبداللہ بن محمد بن الولید رح (۳۹) عبد المحسن بن دُوَیرہ رح (۴۰) محمد بن ابو الحسین رح (۴۱) دُلف الحمیری رح (۴۲) احمد بن الدیبقی رح (۴۳) محمد بن احمد المؤذن رح (۴۴) یوسف ہبۃ اللہ الدمشقی رح

[1] تلامذہ تو بہ ہیں ان کے اسمائے گرامی درج ہیں ۱۲ منہ رح

(۴۵) احمد بن مطیعؒ (۴۶) علی بن النفیس المامونیؒ (۴۷) محمد بن اللیث الضریرؒ (۴۸) شریف احمد بن منصورؒ (۴۹) علی بن ابوبکر بن ادریسؒ (۵۰) محمد بن نصرہؒ (۵۱) عبداللطیف محمد الحرانیؒ وغیرہم رحمہ اللہ تعالیٰ عَلَیۡھِمۡ اَجۡمَعِیۡنَ ۔

آپکی عالمگیر شہرت

کچھ عرصہ بعد آپ کی شہرت وسیع اور عالمگیر ہوگئی آپ کی عظمت ومحبوبیت مخلوق کے قلوب میں رچگئی، دُور دراز سے کٹھن اور جانکاہ منزلیں طے کرکے لوگ آپ سے فیوض وبرکات حاصل کرنے، اور آپ کی مجلس وعظ میں شامل ہونے کے لئے آتے ؎

گرم ہے مصر کا بازار تیرے کوچے میں
تنتے جاتے ہیں خریدار تیرے کوچے میں

لوگوں کے ہجوم کثیر کی وجہ سے باوجود توسیع عمارت کے مدرسہ میں گنجائش نہ رہی، لہذا آپ کی مجلس وعظ کیلئے شہر کے باہر عیدگاہ مقرر ہوئی،

حاضرین مجلس

کہتے ہیں، کہ حاضرین مجلس کی تعداد بالعموم ستر ہزار سے زائد ہوا کرتی تھی، جن میں اکابر مشائخ عراق، علمائے کرام ومفتیان عظام کے علاوہ ملائکہ جنّ[1] اور رجال غیب وغیرہ بکثرت حاضر ہوا کرتے تھے ۔اکابر مشائخ اور علماء کے متعلق شیخ ابویعلیٰ بیان کرتے ہیں، کہ میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں اکثر بیٹھا کرتا تھا، علمائے کرام اور مشائخ عظام میں حضرات ذیل بالعموم موجود ہوا کرتے تھے،

(۱) شیخ فقیہہ ابوالفتحؒ (۲) شیخ ابومحمد محمودؒ (۳) امام ابوحفص عمرؒ (۴) شیخ ابومحمد الحسن الفارسیؒ (۵) شیخ عبداللہ بن احمد الخشابؒ (۶) امام ابوعمرو عثمان الملقب بشافعی زمانہؒ (۷) شیخ بن الکیزانیؒ (۸) شیخ فقیہ رسلان عبداللہ بن شعبانؒ (۹) شیخ محمد بن قائد الاوانی (۱۰) شیخ عبداللہ بن

---

[1] ملاحظہ ہو بہجۃ الاسرار صفحہ ۹۳ ۔ ... جیسا کہ شیخ ابوسعد قیلوی کی روایت سے جو عراق کے مشہور صاحب خوارق وکرامات شیخ ہیں، ظاہر ہے آپنے مجلس وعظ میں خود اپنی ان آنکھوں سے جنات، ملائکہ، ارواح انبیاء، رجال الغیب اور حضرت خضر علیہ السلام کو دیکھا ہے ۔ ملاحظہ ہو [illegible]

سنان الردینیؒ (۱۱) شیخ حسن بن عبداللہ رافع الانصاریؒ (۱۲) شیخ طلحہ (۱۳) شیخ احمد بن سعدؒ (۱۳) شیخ محمد بن ازہر الصیرفیؒ (۱۴) شیخ یحییٰ بن البرکہ محفوظ الدیقیؒ (۱۵) شیخ علی بن احمد بن وہب الدرجیؒ (۱۶) قاضی القضاۃ عبدالملک بن عیسیٰؒ (۱۷) شیخ عثمانؒ (۱۸) شیخ عبدالرحمٰن بن عثمانؒ (۱۹) شیخ عبداللہ بن نصر بن حمزہ البکریؒ (۲۰) شیخ عبدالجبار بن ابوالفضل القفصیؒ (۲۱) شیخ علی بن ابوطاہر الانصاریؒ (۲۲) شیخ عبدالغنی بن عبدالواحد المقدسی الحافظؒ (۲۳) امام موفق الدین عبداللہ بن احمد بن قدامۃ المقدسی الحنبلیؒ (۲۴) شیخ ابراہیم بن عبدالواحد المقدسی الحنبلیؒ

رجال الغیب

آپ کی مجلس وعظ میں دُور دراز مقامات سے رجال الغیب بکثرت آیا کرتے تھے ۔

چنانچہ حافظ ابوزرعہ طاہر بن محمد بن طاہر المقدس الداری کا بیان ہے، کہ میں ایک وقت حضرت غوثیت مآب کی مجلس وعظ میں حاضر تھا، اُس وقت آپ فرما رہے تھے، کہ میرا کلام رجال غیب سے ہوتا ہے، جو کوہ قاف کے ادھر سے میری مجلس میں آتے ہیں، اور جن کے قدم ہوا میں اور دل حضرت القدس میں ہوتے ہیں، اپنے پروردگار کا انہیں اسدرجہ اشتیاق ہوتا ہے، کہ آتش شوق سے انکی ٹوپیاں انکے سروں پر جل جاتی ہیں، آپ کے صاحبزادہ شیخ عبدالرزاقؒ بھی اسی مجلس میں موجود تھے، آپنے آسمان کی طرف سر اُٹھا کر دیکھا، اور تھوڑی دیر تک دیکھتے رہے، اتنے میں آپ کے سر پر ٹوپی جلنے لگی، آپنے وہ ٹوپی پھاڑ ڈالی، اسی اثنا میں آپنے تخت سے اُتر کر اُسے بجھا دیا، اور فرمایا کہ عبدالرزاق تمہارے قلب میں بھی وہ آگ شعلہ زن ہے،

حافظ ابوزرعہ بیان کرتے ہیں، کہ بعد میں مَیں نے آپ کے صاحبزادہ شیخ عبدالرزاقؒ سے اس وقت کا حال دریافت کیا، تو آپنے بیان کیا، کہ میں نے جب اوپر نظر اُٹھا کر دیکھا، تو مجھے ہوا میں رجال غیب کی صفیں کی صفیں نظر آئیں، تمام اُفق ان سے بھرا ہوا تھا، یہ لوگ سر جھکائے نہایت خاموشی سے آپ کا کلام سُن رہے تھے، بعض ان میں سے چیخ اُٹھتے، اور بعض ہوا میں دوڑنے لگتے بعض

زمین پر گر جاتے، اور بعض لرزتے رہتے، میں نے غور سے دیکھا، تو انکے بداس میں آگ لگی ہوئی تھی،

کیفیت سامعین آپ کا وعظ جو ربانی فتوحات، یزدانی الہامات اور سبحانی ارشادات و ہدایات کا بحرِ ذخار ہوتا تھا، جسوقت جوش میں آتا، تو سامعین کیا امرا، اور کیا فقرا، کیا علماء اور کیا صلحا، کیا فصحا، اور کیا جہلا، کیا ضعفا، اور کیا اقویا، کیا مشائخ اور کیا مریدین، کیا عوام اور کیا خواص سب کے سب بیتاب ہو جاتے، جب حکمت و دانش کے ابر نیسان کی موسلا دھار بارش برسنی شروع ہوتی، تو کسی پر وجد طاری ہوتا، اور کسی پر گریہ و بکا، کوئی محو حیرت و استغراقی کیفیت میں ششدر بیٹھا رہ جاتا، اور کوئی مضطرب و بے اختیار ہو کر کپڑے پھاڑتا اور چیختا چلاتا، کسی کے قلب پر ایسی ناقابل ضبط چوٹ لگتی، جس سے اس کا جگر شق ہو جاتا، اور وہ شمشیرِ محبت کا گھائل ہو کر شہادت لقاءِ محبوب کا شربت پی لیتا، اور موت کی نیند سو جاتا،

وعظ کے ختم ہونے پر جب حاضرین منتشر ہوتے، تو پتہ چلتا، کہ آج اتنے شہدائے عشق اور مے معرفت کے متوالوں کے جنازےلہ اٹھانے کی نوبت آئی ہے، ؎

مردہ، کوئی کشتہ، کوئی بسمل کوئی زخمی
کوچہ بھی نمونہ ہے ترا روزِ جزا کا

شان وعظ آپ کے وعظ کی شان حکیمانہ اور جلال کا رنگ لیے ہوئے تھی، آپ بلا رورعایت کھرے اور صاف الفاظ میں نصیحت فرمایا کرتے تھے، اعلائے کلمۃ الحق میں بے باک تھے، حُرّ الضمیر اور آزاد گو تھے،

خاص مرید کو کبھی آپ خطاب فرماتے، تو "یا غلام" کے عنوان سے پکارتے، مجمع کو مخاطب بناتے، تو "یا قوم" کہکر وعظ فرمایا کرتے تھے، وعظ کے وقت آپ کے منہ سے موتی جھڑتے تھے، آپ کا کلام رشتۂ دُر بار بسنگ گوہر تھا، جو مسلسل دریا

لہ جیسا کہ حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادہ حضرت شیخ ابو عبداللہ عبدالوہاب کی روایت ہے کہ آپ کی ہر مجلس میں دو چار آدمی مر جایا کرتے تھے دیکھو بہجۃ صفحہ ۹۵ ، ۱۲ منہ رح۔

کی طرح رواں چلا جاتا تھا، آپ کے کلام میں ذرا سرعت تھی،

جب آپ کرسی پر رونق افروز ہوتے، تو آپ کی ہیبت سے کوئی شخص نہ لعاب دہن پھینکتا، نہ ناک صاف کرتا، نہ کلام کرتا، اور نہ اٹھکر وسط مجلس میں جاتا یہ آپ کی کرامت تھی، کہ آپکی مجلس میں دور و نزدیک بیٹھنے والے آپ کی آواز یکساں سنتے تھے، نیز آپ اہل مجلس کے خطرات قلبی کے موافق کلام فرماتے تھے،

چنانچہ علامہ ابو الحسن سعد الخیر انصاری اندلسی کا بیانلہ ہے، کہ میں ۵۲۹ھ ہجری میں سیدنا محی الدین عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں حاضر ہوا، میں اخیر کی صفوں میں تھا، آپ زُہد پر تقریر فرما رہے تھے، میں نے دل میں کہا، کہ کاش آپ **معرفت** پر تقریر فرما دیں، پس آپ نے زہد کو چھوڑ کر معرفت پر وہ تقریر فرمائی، جو میں نے کبھی نہیں سنی تھی، پھر میرے دل میں آیا، کاش آپ **شوق** پر تقریر فرما دیں، پس آپنے معرفت کو چھوڑ کر شوق پر وہ تقریر فرمائی، جو کبھی میرے سننے میں نہیں آئی تھی، پھر میرے دل میں خیال آیا، کاش آپ **علم فنا و بقا** پر تقریر فرما دیں، پس آپنے شوق کو چھوڑ کر فنا و بقا پر وہ تقریر کی، جو میرے کانوں نے آجتک نہیں سُنی تھی، پھر میرے جی میں آیا، کہ کاش آپ **علم غیب و حضور** پر تقریر فرما دیں، پس آپنے فنا و بقا کو چھوڑ کر علم غیب و حضور میں ایسی تقریر کی جو میں نے کبھی نہیں سُنی تھی، پھر آپ نے فرمایا، ابو الحسن یہ تجھے کافی ہے، یہ سنکر مجھ سے آپے میں نہ رہا گیا، میں نے اپنے کپڑے چاک کر ڈالے، ایک وجدانہ کیفیت مجھپر طاری ہو گئی، اور میں نے چیخنا چلانا اور دھاڑیں مارنا شروع کر دیا،

آپکا خطبۂ وعظ

آپ کے صاحبزادہ حضرت شیخ عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں، کہ میرے والد ماجد وعظ سے قبل خطبہ یوں شروع کیا کرتے تھے، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اس کے بعد آپ خاموش ہو جاتے، پھر فرماتے، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ،

لہ ملاحظہ ہو بہجہ صفحہ ۹۳ ، ۱۲ منہ رح

پھر آپ خاموش ہو جاتے، پھر فرماتے، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ پھر آپ خاموش ہو جاتے پھر فرماتے،

عدد خلقه وزنة عرشه
ورضا نفسه ومداد كلماته
ومنتهى علمه وجميع ما شاء
وخلق وذرأ وبرأ عالم
الغيب والشهادة الرحمن
الرحيم الملك القدوس
العزيز الحكيم واشهد ان
لا اله الا الله وحده له
الملك وله الحمد يحيي ويميت
وهو حي لا يموت بيده الخير
وهو على كل شيء قدير ولا
ند له ولا شريك له ولا
وزير ولا عون وظهيرا
الواحد الاحد الفرد الصمد
الذي لم يلد ولم يولد و
لم يكن له كفوا احد
ليس بجسم فيثمن ولا جوهر
فيحس ولا عرض فيكون
منتقصا عناك ولا وزير
له ولا مشارك جل ان
يشبهه بما صنعه او يضاف
لما اخترعه ليس كمثله شيء
وهو السميع البصير واشهد

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہی ہیں اس
کی تمام مخلوقات، اُس کے عرش اور اُسکے
کلمات، اُس کے منتہائے علم سب کے برابر
اور جسقدر کہ وہ اپنے لئے پسند کرے، وہ
ظاہر و باطن غرض تمام چیزوں کا جاننے والا
ہے، نہایت مہربان اور رحیم ہے، ہر چیز کا
مالک اور پاک و بے عیب ہے، سب سے
غالب اور سب سے زیادہ حکمت والا ہے
میں شہادت دیتا ہوں، کہ اُس کے سوا
کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے ملک بھی اُسی
کا ہے، اور تمام تعریفیں بھی اُسی کو زیبا ہیں
وہی سب کو زندہ کرتا ہے، اور وہی مارتا ہے
اور وہ خود تا ابد الآباد زندہ رہیگا، اُسے کبھی
بھی موت نہیں، ہر طرح کی بھلائی اُسی کے
قبضۂ قدرت میں ہے، اور وہ ہر بات پر
قادر ہے، نہ اُسکا کوئی ہمسر ہے، اور نہ ہی
کوئی شریک، نہ اس کا کوئی وزیر ہے اور نہ ہی
کوئی معاون و مددگار، ایک اکیلا تن تنہا
اور پاک و بے نیاز ہے، نہ وہ کسی سے
اور نہ کوئی اُس سے پیدا ہوا، کوئی اُسکی
برابری کا نہیں، نہ وہ جسم ہے، کہ کم و بیش
ہو سکے، اور نہ جوہر ہے، کہ حس میں آوے
اور نہ وہ عرض ہے، کہ نقصان قبول کر

ان محمدا صلى الله عليه و
سلم عبده ورسوله و
حبيبه وخليله وصفيه
ونجيه وخيرته من خلقه
ارسله بالهدى ودين الحق
ليظهره على الدين كله و
لو كره المشركون ○ اللهم
ارض عن الرفيع العماد الطور
النجاد المؤيد بالتحقيق المكنى
بالعتيق الخليفة الشفيق
المستخرج من اطهر اصل
عريق الذي اسمه باسمه
مقرون وجسمه مع جسمه
مدفون الامام ابي بكر
الصديق رضي الله عنه
وعن القصير الامل الكثير
العمل الذي لا خامره وجل
ولا عارضه زلل ولا داخله
ملل المؤيد بالصواب
المشهر الفضل الخطاب
حنيفي المحراب الذي وافق
حكمه نص الكتاب الامام
ابي حفص عمر ابن الخطاب
رضي الله عنه وعن مجهز
جيش العسرة وعاتير العشرة

سکے، وہ اس بات سے بھی بالاتر ہے،
کہ اُس کی بنائی ہوئی چیزوں سے اُسے
تشبیہ یا اُس کے اختراعات میں سے
کسی کے ساتھ بھی اُسے نسبت دیجائے
بلکہ اُس جیسی کوئی بھی شے نہیں، وہ سب
کی سنتا اور سب کچھ دیکھتا ہے میں اس
امر کی بھی شہادت دیتا ہوں، کہ محمد صلی اللہ
علیہ وسلم اُس کے بندے اُسکے رسول،
اُسکے حبیب، اُسکے خلیل اور اُسکی کل
مخلوقات میں بہترین خلائق ہیں، اُسنے
آپکو (دنیا میں) ہدایت کامل اور دین حق
دیکر بھیجا، تاکہ تمام ادیان پر اُس کو غالب
کر دے، اگو مشرکین اس بات کو پسند نہ
کریں، اے اللہ تو راضی ہو، اور اپنی رحمتیں
نازل کر، اُن پر جو کہ اُونچے گھرانے کے اور
بڑے پرتلوں والے تھے، حق جنکا موید
تھا، جنکی کنیت عتیق تھی، جو کہ خلیفہ مہربان
تھے، جنکی اصل بہت پاک تھی، جنکا نام
سرورِ کائنات کے نام پاک کے ساتھ مقرون
اور جنکا جسم حضور کے جسم اطہر کے ہم پہلو
مدفون ہے، یعنی امام عادل امیر المومنین
حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ پر
اور اُن پر جو کوتاہ حرص اور کثیر العمل تھے
جنہیں کہ نہ کسی کا خوف لاحق ہوتا تھا نہ لغزش
اُن سے سرزد ہوتی، اور نہ راہِ حق میں وہ

مِنْ شَيْنِ الْاِيْمَانِ وَرَتَّلَ الْقُرْاٰنَ وَشَتَّتَ الْفُرْسَانِ وَضَعْضَعَ الطُّغْيَانَ مُزَيِّنِ الْمِحْرَابِ بِاِمَامَتِهٖ وَالْقُرْاٰنِ بِتِلَاوَتِهٖ اَفْضَلِ الشُّهَدَاءِ وَاَكْرَمِ السُّعَدَاءِ الْمُسْتَحِيْ مِنْهُ مَلٰٓئِكَةُ الرَّحْمٰنِ ذِي النُّوْرَيْنِ اَبِيْ عَمْرٍو عُثْمَانَ ابْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَعَنِ الْبَطَلِ الْبُهْلُوْلِ وَزَوْجِ الْبَتُوْلِ وَابْنِ عَمِّ الرَّسُوْلِ وَسَيْفِ اللّٰهِ الْمَسْلُوْلِ قَالِعِ الْبَابِ وَهَازِمِ الْاَحْزَابِ اِمَامِ الدِّيْنِ وَعَالِمِهٖ وَقَاضِي الشَّرْعِ وَحَاكِمِهٖ وَالْمُتَصَدِّقِ فِي الصَّلٰوةِ بِخَاتَمِهٖ مُفْدِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ بِنَفْسِهٖ وَمُظْهِرِ الْعَجَائِبِ الْاِمَامِ اَبِي الْحَسَنَيْنِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ وَعَنِ السِّبْطَيْنِ الشَّهِيْدَيْنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَعَنِ الْعَمَّيْنِ الشَّرِيْفَيْنِ الْحَمْزَةِ وَالْعَبَّاسِ وَعَنِ الْاَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرِيْنَ وَعَنِ التَّابِعِيْنَ لَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَللّٰهُمَّ اَصْلِحِ

کسی طرح تھک سکتے تھے، حق جنکی تائید پر تھا، جنہیں فیصلے وتصفیہ کرنا الہام ہو چکا تھا، جو راہ حق پر تھے، وہ کہ جنکا حکم کئی مرتبہ وحی اور آیات قرآنی کے موافق اُترا یعنی امام عادل امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اور اُن پر جو کہ اسلامی لشکر کی تیاریوں میں نہایت سرگرم تھے، جو کہ عشرہ مبشرہ سے تھے، جنہوں نے کہ ایمان کی جڑ کو مضبوط کر دیا، جنہوں نے لشکر پھیلا کر کفار کی سرکشی مٹا دی، جنہوں نے کہ سجدوں کی محرابوں کو اپنی امامت سے اور کلام ربانی کو اس کی تلاوت سے مزین کیا، جو کہ افضل الشہدا اور اکرم السعدا ہیں، جنکی شرم وحیا کا یہ حال تھا، کہ اُن سے فرشتے بھی حیا کرتے تھے، جنکا لقب ذوالنورین تھا یعنی امیر المومنین حضرت ابو عمرو عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اور اُن پر جو کہ شیر خدا زوج بتول اور حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچیرے بھائی تھے، جو کہ گویا باری تعالےٰ کی نکلی ہوئی تلوار تھے، جنہوں نے دروازہ خیبر کو اکھاڑ پھینکا تھا، جو دشمن کے لشکروں کو شکست فاش دیا کرتے تھے، جو کہ دین کے امام وعالم اور نماز کا پورا حق ادا کرنیوالے شرع کے قاضی و حاکم تھے، جو کہ اپنی روح پُرفتوح کو حضور

الْاِمَامَ وَالْاُمَّةَ وَالرَّاعِيَ وَالرَّعِيَّةَ وَاَلِّفْ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ فِي الْخَيْرَاتِ وَادْفَعْ شَرَّ بَعْضِهِمْ عَنْ بَعْضٍ اَللّٰهُمَّ وَاَنْتَ الْعَالِمُ بِسِرِّنَا فَاَصْلِحْهَا وَاَنْتَ الْعَالِمُ بِعُيُوْبِنَا فَاسْتُرْهَا وَاَنْتَ الْعَالِمُ بِحَوَائِجِنَا فَاقْضِهَا لَا تَرَانَا حَيْثُ نَهَيْتَنَا وَلَا تَفْقِدْنَا حَيْثُ اَمَرْتَنَا وَاَعِزَّنَا بِالطَّاعَةِ وَلَا تُذِلَّنَا بِالْمَعْصِيَةِ وَاشْغَلْنَا بِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ وَاقْطَعْ عَنَّا كُلَّ قَاطِعٍ يَقْطَعُنَا عَنْكَ وَاَلْهِمْنَا ذِكْرَكَ وَشُكْرَكَ وَحُسْنَ عِبَادَتِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مَا شَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَاْ لَمْ يَكُنْ مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ اَللّٰهُمَّ لَا تُحِيْنَا فِيْ غَفْلَةٍ وَلَا تَاْخُذْنَا عَلٰى غِرَّةٍ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا

سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا کرتے تھے، یعنی مظہر العجائب امام عادل امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ اور حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نواسے سبطین الشہیدین الامام الحسن والحسین اور آپ کے عم بزرگ حضرت حمزہ اور حضرت عباس اور کل مہاجرین وانصار پر اور اُن پر بھی جو کہ قیامت تک اُن کی پیروی کرتے رہیں، اے پروردگار! امام اور اُمت، حاکم اور محکوم دونوں کو صلاحیت نصیب کر، اُن کے دلوں میں ایکدوسرے کی محبت ڈال، انہیں نیکی کی توفیق دے اور ایکدوسرے کے شر سے انہیں محفوظ رکھ اے مولا! تو ہمارے مخفی رازوں سے مطلع ہے، تو اُنکی اصلاح کر، تجھے ہمارے گناہوں کی خبر ہے، تو اُنہیں معاف کر، تو ہمارے عیبوں سے آگاہ ہے، اُنہیں چھپا، تو ہماری ضروری باتوں کو جانتا ہے اُنکو پورا کر، جن باتوں سے تو نے ہمیں منع کیا اُنکے کرنے کا ہمیں موقعہ نہ دے، اور ہمیں توفیق دے، کہ ہم تیرے احکام کے پابند رہیں، ہمیں اپنی طاعت وعبادت کی عزت نصیب کر، اور گناہوں کی ذلت میں ہمیں نہ ڈال، اپنے ماسوا سے ہمیں اپنی طرف کھینچ لے، جو تجھ سے

وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۔

ہمیں دور کرے ، اُسے ہم سے دور کردے ہمیں اپنے ذکر کرنے کا طریقہ سکھلا اور صبر وشکر کی توفیق دے ، اور اطاعت اور عبادت کرنے میں ہمیں خلوص ویقین نصیب کر ، اُس کے سوا کوئی معبود نہیں ، جو کچھ کہ وہ چاہتا ہے ، وہی ہوتا ہے ، اور جو نہیں چاہتا ، وہ نہیں ہوتا ، کسی کو کچھ طاقت وقوت نہیں ، مگر اُسی کی اعانت سے جو کہ عظمت وبزرگی والا ہے ، اے پروردگار ہماری زندگی غفلت کی زندگی نہ کر ، اور نہ ہمارے دھوکا میں پڑجانے سے تو ہم سے مواخذہ کر ، اے پروردگار ہم بھول جائیں یا قصداً ہم سے کوئی خطا ہوجائے ، تو ہم سے تو درگذر فرما ، اور ہم پر اتنا بوجھ نہ ڈال ، جتنا کہ تو نے اگلی اُمتوں پر ڈالا تھا ، اے مولا ! جس بات کی ہمیں طاقت نہ ہو ، اس میں تو ہمیں مجبور نہ کر ، ہم سے تو نرمی فرما اور ہمارے گناہوں کو تو بخشدے ، اور اپنا فضل وکرم ہمارے شامل حال رکھ ، تو ہی ہمارا مالک وحقیقی مددگار ہے ، تو ہی کافروں پر بھی ہماری مدد کر ،

تقریر لکھنے کیلئے ہر مجلس میں چار سو دواتیں ہونا

آپ کی مجلس وعظ میں دو شخص بغیر الحان کے بلند آواز سے قرآن شریف پڑھا کرتے تھے ، اور شریف ابو الفتح ہاشمی رح بھی آپ کی مجلس کے قاری تھے ،

مجلس میں آپ کی تقریر قلمبند کرنے کے لئے چار سو[1] دواتیں ہوا کرتی تھیں اکثر آپ اپنی مجلس میں تخت پر سے اُٹھکر لوگوں کے سروں پر کئی قدم ہوا میں چلکر جاتے ، اور پھر اپنے تخت پر واپس آجاتے ،

مجلس وعظ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت

ایک[2] روز حضور غوثیت مآب رح کی مجلس میں دس ہزار کے قریب آدمی جمع تھے ، شیخ علی بن ابی نصر الہیتی رح بھی آپ کے سامنے بیٹھے تھے ، کہ یکایک اُنکو نیند آگئی حضرت

---

[1] دیکھو بہجۃ صفحہ ۹۵ ، ۱۲ منہ رح [2] بہجۃ مطبوعہ مصر صفحہ ۲۶ ، ۱۲ منہ رح

غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کو فرمایا ، کہ خاموش ہوجاؤ ، یہ فرمانا ہی تھا کہ لوگ ایسے خاموش ہوئے کہ سوائے سانسوں کے اور کوئی آواز سنائی نہ دیتی تھی ، پھر حضور غوثیت مآب منبر سے اُترے ، اور شیخ علی بن ابی نصر کے روبرو ادب سے کھڑے ہوگئے ، اور بغور اُن کی طرف دیکھنے لگے ، کچھ دیر کے بعد شیخ علی رح جاگ اُٹھے ، حضرت غوث پاک رح نے اُن سے دریافت کیا ، کہ کیا آپ نے اب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے ؟ شیخ نے جواب دیا ، ہاں ! آپ نے فرمایا ، میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب کے لئے ہی کھڑا ہوا تھا ، پھر حضرت غوث پاک رح نے پوچھا ، کہ حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کو کوئی وصیت بھی فرمائی ، شیخ علی نے جواب دیا ، کہ آپ کی خدمت اقدس میں رہنے کی ،

آپکا فتوےٰ دینا

شیخ عبد الرزاق رح شیخ عبد الوہاب رح اور ابو القاسم عمر بزاز کا بیان[1] ہے ، کہ عراق کے سوا دیگر بلاد سے بھی حضور غوثیت مآب رح کے پاس فتوے آیا کرتے تھے ، ہم نے نہیں دیکھا ، کہ کوئی استفتاء آپ کے پاس ایک رات رہا ہوتا کہ آپ اسکا مطالعہ فرمائیں ، یا اُس میں غور وفکر کریں ، بلکہ استفتاء کو پڑھتے ہی اُسی وقت اُس کے ذیل میں جواب تحریر فرمادیا کرتے تھے ،

آپ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر فتوے دیا کرتے تھے ، آپکے فتاوےٰ علمائے عراق پر پیش کئے جاتے تھے ، وہ اُن کی صحت پر اتنا تعجب نہ کرتے تھے ، جتنا کہ آپ کے جواب کی سرعت پر ،

امام ابو یعلی نجم الدین کہتے ہیں ، کہ اپنے وقت میں حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ عراق کے اندر فتاوے میں مرجع الخلائق تھے ،

امام موفق الدین بن قدامہ رح بیان کرتے ہیں ، کہ ہم ۵۶۱ھ ہجری میں بغداد گے

---

[1] دیکھو بہجۃ صفحہ ۱۱ ، ۱۲ منہ رح

اندر آئے، اُس وقت شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ علم و عمل اور حال
وافتار میں سب سے بڑے ہوئے تھے، طالب علموں کو آپ کی موجودگی میں کسی
دوسرے کی حاجت نہ تھی، کیونکہ آپ جامع علم وفضل تھے،

آپ کے صاحبزادہ حضرت شیخ عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں، کہ
ایک مرتبہ بلاد عجم سے ایک فتویٰ آپ کے پاس آیا، اس سے قبل یہ فتویٰ علمائے
عراق پر پیش ہو چکا تھا، مگر کسی نے بھی اس کا شافی جواب نہیں دیا تھا،

اس کی صورت یہ تھی، کہ حضرات علماء اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ ایک
شخص نے طلاق ثلاثہ کے ساتھ اس بات کی قسم کھائی، کہ وہ ایک ایسی عبادت
کرے گا، جس میں وہ یہ عبادت کرتے وقت تمام لوگوں سے منفرد ہوگا، پس
وہ شخص کونسی عبادت کرے، بینوا توجروا،

جب آپ کی خدمت میں یہ استفتاء پیش ہوا، تو آپنے فوراً اس پر تحریر
فرمادیا، کہ وہ شخص مکہ معظمہ میں چلا جائے، مطاف اس کے لئے خالی کرادیا جائے
اور وہ ایک ہفتہ اکیلا طواف کرے، چنانچہ یہ جواب ملتے ہی مستفتی اسی روز مکہ
معظمہ روانہ ہوگیا،

مدت وعظ و تدریس و افتاء

آپ کے صاحبزادہ حضرت ابو عبد اللہ عبد الوہاب فرماتے ہیں کہ میرے
والد بزرگوار ہفتہ میں تین مرتبہ وعظ فرمایا کرتے تھے، جمعہ کی صبح اور سہ شنبہ کی شامکو
مدرسہ میں اور یکشنبہ کی صبح کو خانقاہ میں،

آپنے کل چالیس سال لوگوں کو وعظ فرمایا، جس کی ابتدا ۵۲۱ھ ہجری اور انتہا
۵۶۱ھ ہجری ہے، اور تینتیس ۳۳ سال ۵۲۸ھ ہجری سے لیکر ۵۶۱ھ ہجری تک آپنے
درس و تدریس اور افتاء کا کام سرانجام دیا،

اثر وعظ

شیخ عمر کیمانی فرماتے ہیں، کہ آپکی کوئی مجلس ایسی نہ ہوتی تھی، کہ
جس میں یہود و نصاریٰ اسلام قبول نہ کرتے ہوں، یا قطاع
الطریق، رہزن، چور، قاتل، فاسق، فاجر، ملحد، زندیق، بیدین اور بد اعتقاد لوگ
آپ کے ہاتھ پر تائب نہ ہوتے ہوں،

ایکدفعہ ایک راہب جسکا نام سنان تھا، آپکی مجلس میں آیا، اور آپکے دست
مبارک پر اسلام سے مشرف ہوا، اُس نے عام مجمع میں کھڑے ہو کر بیان کیا، کہ میں
یمن کا رہنے والا شخص ہوں، میرے دل میں اسلام کا شوق پیدا ہوا، میں نے مصمم
ارادہ کر لیا، کہ جو شخص اہل یمن میں سب سے زیادہ متقی، پرہیزگار، متدین، متشرع اور
افضل ہوگا، میں اس کے ہاتھ پر اسلام قبول کرونگا، میں اسی فکر میں تھا، کہ مجھے نیند آ
گئی، میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خواب میں دیکھا، آپ نے فرمایا، اے
سنان! تم بغداد جاؤ، اور شیخ عبد القادر جیلانیؒ کے ہاتھ پر
اسلام قبول کرو، کیونکہ وہ اس وقت روئے زمین کے تمام
لوگوں سے افضل ہے،

شیخ موصوف بیان کرتے ہیں، کہ اسی طرح ایک دفعہ مجلس وعظ میں تیرہ
عیسائی آپ کے دست مبارک پر مشرف باسلام ہوئے، ان عیسائیوں نے بیان
کیا، کہ ہم لوگ نصارئے عرب ہیں، ہم مسلمان ہونا چاہتے تھے، مگر متردد تھے، کہ کس
کے ہاتھ پر ایمان لائیں، اسی اثناء میں ہاتف نے پکار کر کہا، کہ تم لوگ بغداد میں
جاؤ، اور شیخ عبد القادر جیلانی کے ہاتھ پر اسلام قبول کرو،
کیونکہ اس وقت جسقدر ایمان تمہارے دلوں میں ان کی برکت سے بھر اجائیگا،
اسقدر ایمان تمہارے قلوب میں بھر اجانا اور کسی جگہ ممکن نہیں،

پانچہزار یہود و نصاریٰ کا قبول اسلام اور ایک لاکھ فساق و فجار کی توبہ

شیخ عبد اللہ جبائیؒ بیان کرتے ہیں، کہ حضرت غوث اعظم
رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر پانچہزار سے زائد یہود و نصاریٰ نے اسلام قبول کیا،
اور ایک لاکھ سے زائد فساق و فجار، قطاع الطریق اور بد اعتقاد لوگ تائب
ہوئے لہ

سینکڑوں مجرم بنے ہیں محرم درگاہ حق
رام کر ڈالا ہزاروں زمرۂ کفار کو

لہ بہجہ صفحہ ۹۶ [illegible]

آپکا استغنا اور اعلائے کلمۃ الحق

آپ اعلائے کلمۃ الحق میں بے باک تھے، امیر ہو یا غریب بادشاہ ہو یا فقیر، سب کو نصیحت کی بات بلا خوف و خطر صاف اور کھری سنا دیتے تھے امرا کے آگے دست سوال دراز کرنے، اُنکو حاجت روائی کیلئے لکھنے، اُنکی چوکھٹ پر جبین التجا خم کرنے اور اُنکی آستان بوسی کو عین معصیت اور گناہ سمجھتے تھے

چنانچہ ابو عبداللہ محمد بن خضر اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں، کہ میرا والد نوے سال تک حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہا، اُنکا بیان ہے کہ اس عرصہ میں میں نے دیکھا، کہ نہ تو آپ کا رینٹھ نکلا، اور نہ ہی کبھی بلغم، نہ کبھی آپ کے جسم پر مکھی بیٹھی، اور نہ ہی کبھی آپ امراء و روساء کی تعظیم کے لئے اٹھے، نہ کبھی آپ سلاطین کے دروازوں پر گئے، اور نہ ہی کبھی ان کے فرش فروش پر بیٹھے، بلکہ ان باتوں کو آپ اپنے لئے عذاب اور بلائے ناگہانی سمجھتے تھے، بسا اوقات امراء و روساء اور وزراء و سلاطین آپ کے در دولت پر آتے، اور آپ بیٹھے ہوتے، تو اُٹھ جاتے، اور اپنے گھر میں داخل ہو جاتے، جب یہ لوگ بیٹھ جاتے، تو اس کے بعد آپ اندر سے تشریف لاتے، یہ آپ اس لئے کرتے، تاکہ آپ کو اُنکی تعظیم کیلئے کھڑا نہ ہونا پڑے

جب آپ اُن لوگوں کے پاس آتے، تو اُن سے سخت کلامی سے پیش آتے، اُنکو پند و موعظت کرتے، وہ لوگ آپ کے ہاتھ چومتے، اور نہایت تواضع اور عجز و انکساری سے آپکے سامنے زانوئے ادب طے کر کے بیٹھ جاتے،

اگر آپ خلیفہ کو نامہ وغیرہ لکھتے، تو اُسے مندرجہ ذیل الفاظ میں تحریر کیا کرتے کہ "عبدالقادر تمہیں اس بات کا حکم دیتا ہے، اور تم پر اس کا حکم نافذ اور اُس کی اطاعت واجب ہے، وہ تمہارا پیشوا اور تم پر حجت ہے۔

جب خلیفہ کے پاس یہ نامہ پہنچتا، تو وہ اُسے چومتا اور آنکھوں سے لگاتا، اور کہتا، کہ بیشک شیخ بالکل صحیح درست بجا اور سچ فرماتے ہیں،

آپکی ہیبت

ابراہیم الداری نے بیان کیا ہے، کہ آپ جمعہ کے روز جامع مسجد کو تشریف لیجاتے، تو لوگ سڑکوں پر آپ سے دعا کرواتے، یا آپکی برکت سے دعا مانگنے کیلئے کھڑے رہتے، جب آپ گذرتے، تو لوگ آپکی ہیبت سے

کانپنے لگتے،

ایک روز جامع مسجد میں آپکو چھینک آئی، لوگوں نے آپکی چھینک کا جواب دیتے ہوئے يَرْحَمُكَ اللهُ وَيَرْحَمُكَ کہا تو لوگوں کی آواز سے تمام مسجد گونج اُٹھی، حتیٰ کہ مسجد میں جس جگہ خلیفہ **المستنجد باللہ** بیٹھا کرتا تھا، وہاں تک اس کی آواز پہنچی، خلیفہ نے حیرانی و استعجاب سے پوچھا کہ یہ کیسی آواز ہے؟ لوگوں نے کہا کہ حضور غوثیت مآب کو چھینک آئی ہے، یہ سنکر خلیفہ پر خوف طاری ہو گیا،

آپکا احترام

حضور غوثیت مآب رحمۃ اللہ علیہ کے احترام کا اندازہ ذیل کی چند مثالوں سے لگایا جاسکتا ہے،

(۱) حضرت شیخ علی بن ابی نصر الہیتی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان[۱] ہے، کہ میں ایک دفعہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کیلئے بغداد گیا، وہاں میں نے آپکو اپنے مدرسہ کی چھت پر **صلوٰۃ الضحیٰ** پڑھتے پایا، اچانک خلا میں جو میں نے نظر اُٹھا کر دیکھا، تو مجھے رجال غیب کی چالیس صفیں دکھائی دیں، جن میں سے ہر ایک صف میں قریباً ستر ستر شخص تھے، ہر ایک شخص کھڑا تھا، میں نے اُن سے کہا، کہ تم بیٹھتے کیوں نہیں؟ انہوں نے کہا، کہ جب تک **قطب وقت نماز سے فارغ ہو کر ہمیں اجازت نہ دیں گے، ہم ہرگز نہ بیٹھیں گے،** کیونکہ وہ ہمارے سردار ہیں، اُنکا قدم ہماری گردنوں پر ہے،

جب آپنے سلام پھیرا، تو سب نے بڑھکر آپ کو سلام کیا، اور آپکے ہاتھوں کو بوسہ دیا

(۲) شیخ علی بن ابی نصر الہیتی رحمۃ اللہ علیہ اپنے اصحاب کبار کے ساتھ **زیارت** سے حضور غوثیت مآبؒ کی زیارت کو آیا کرتے تھے، جب وہ **بغداد** کے قریب پہنچتے تو اپنے اصحاب سے فرماتے، کہ دریائے دجلہ میں غسل کرلو، اور بعض دفعہ خود بھی اُن کے ساتھ غسل کرتے، پھر اُن سے فرماتے، کہ اپنے دلوں کو صاف کرو، اور خطرات کو روکو، کیونکہ ہم **سلطان** کی خدمت میں حاضر ہونے کو ہیں،

جب آپ **بغداد** میں داخل ہوتے، تو لوگ آپ سے ملتے، اور آپکی طرف بھاگ کر آتے، مگر آپ اُن سے فرماتے، کہ شیخ عبدالقادر کیطرف بھاگو، جب آپ حضور غوثیت

---

[۱] بہجہ ص ۱۹ ۱۲ منہ رح [۲] بہجہ ص ۵۵ ۱۲ منہ رح

مآبؒ کے مدرسہ کے دروازہ پر پہنچتے، تو اپنا پاپوش اُتار دیتے، اور توقف فرماتے، جب حضورؒ آپ کو پکارتے، تو آپ خدمت میں حاضر ہوتے،

(۳) حضرت شیخ ابو حفص عمر بن شیخ عبدالرحمٰن طفسونجی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں، کہ میرے والد بزرگوار ایک دفعہ جمعہ کے دن گھر سے نکلے، تاکہ خچر پر سوار ہو کر نماز جمعہ کیلئے جائیں، آپ نے اپنا پاؤں رکاب میں رکھا، پھر نکال لیا، اور کچھ دیر زمین پر کھڑے رہے، پھر سوار ہو کر جامع مسجد کو تشریف لیگئے،

جب نماز ہو چکی، تو میں نے آپ سے اس کا سبب دریافت کیا، آپنے فرمایا، کہ اُس وقت بغداد میں حضور غوثیت مآب چاہتے تھے، کہ خچر پر سوار ہو کر جامع مسجد کو جائیں میں نے بمقتضائے ادب نہ چاہا، آپ سے پہلے سوار ہو جاؤں کیونکہ اللہ تعالےٰ نے آپکو اہل زمانہ پر مقدم کیا ہے،

(۴) شیخ ابو عمرو عثمان صریفینی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں، کہ شیخ بقا بن بطوؒ، شیخ علی بن ابی نصر الہیتیؒ اور شیخ ابو سعد قیلویؒ، حضور غوثیت مآب رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ میں جب آتے، تو اس کے دروازہ میں جھاڑو دیتے، اور چھڑکاؤ کیا کرتے تھے، اور شیخ علیہ الرحمۃ کے پاس بغیر اجازت نہ جایا کرتے تھے، جب حاضر خدمت ہوتے، تو شیخ علیہ الرحمۃ فرماتے، کہ بیٹھ جاؤ، وہ عرض کرتے کیا ہمارے لئے امان ہے؟ شیخ فرماتے، کہ ہاں تمہارے لئے امان ہے، پس وہ ادب سے بیٹھ جاتے

اسی طرح شیخ ابو عمروؒ مذکور بیان کرتے ہیں، کہ میں نے اکثر مشائخ عراق کو دیکھا، کہ جب وہ حضور غوث پاکؒ کے مدرسہ یا خانقاہ کے پاس پہنچتے، تو آستانہ مبارک کو بوسہ دیتے،

آپکا لقب محی الدین ہونے کی وجہ

حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے دریافت کیا، کہ حضور کا لقب محی الدین کس طرح ہوا، اس کے جواب میں حضرت نے اپنا ایک مکاشفہ بیان کیا، کہ ایک روز میں سیر و سیاحت کیلئے بغداد سے باہر گیا ہوا تھا، جب واپس آیا، تو کیا دیکھتا

نفحۃ بہجہ صفحہ ۱۵۶، ۱۲ بمنزلہ

ہوں، کہ راستہ میں ایک شخص بیمار، زندگی سے لاچار، خستہ و خراب حال میرے سامنے آکھڑا ہوا، اور ضعف و ناطاقتی کے سبب زمین پر گر پڑا، اور عرض کرنے لگا، کہ اے میرے سردار! میری دستگیری کر، اور میرے حال پر رحم فرما، اپنے دم مسیحا نفس سے مجھ پر پھونک، تاکہ میری حالت درست ہو جائے، میں نے اُسپر دم کیا، دم کرنا ہی تھا، کہ وہ پھول کی مانند تر و تازہ ہو گیا، اُس کی لاغری کافور ہو گئی، اور جسم میں فربہی اور توانائی آگئی،

اس کے بعد اُس نے مجھ سے کہا، کہ اے عبدالقادر! مجھ کو پہچانتے ہو؟ میں نے کہا، نہیں! وہ بولا، میں تیرے نانا حضرت محمد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ہوں، ضعف کیوجہ سے میرا یہ حال ہو گیا ہے اب مجھے اللہ تعالیٰ نے تیرے ہاتھ سے زندہ کیا ہے، تو محی الدین ہے، تو مردہ دین کو زندہ کرنے اور اس میں نئی زندگی ڈہلنے والا ہے، تو دین کا مجدد اعظم اور اسلام کا مصلح اکبر ہے،

میں اس شخص کو وہیں چھوڑ کر بغداد شریف کی جامع مسجد کی طرف روانہ ہوا، اور راستہ میں ایک شخص برہنہ پا بھاگتا ہوا میرے پاس آیا، اور باآواز بلند بولا، یا سیدی محی الدین بعد ازاں میں مسجد میں آیا، اور دوگانہ ادا کیا، میرا سلام پھیرنا ہی تھا، کہ خلقت مجھ پر ہجوم کر کے ٹوٹ پڑی، اور کانوں کو گنگ کر دینے والی فلک پاش آواز سے محی الدین محی الدین پکارنے لگی، اس سے قبل مجھے کسی نے اس لقب سے نہیں پکارا تھا،

حقیقت بھی یہی ہے، کہ حضور غوثیت مآب نے دین اسلام اور رسول پاک کی وہ محیر العقول خدمات سرانجام دیں، جنکو دیکھکر آج حلقہ بگوشانِ اسلام محو حیرت اور انگشت بدنداں ہیں،

آپکی تجدید دین، آپکی صحبت کا اثر، ارشاد و تربیت، اشاعت اسلام، احیائے دین اور تعلیم و تلقین وغیرہ زبردست کارناموں سے یہ بات شمس نصف النہار کیطرح واضح ہوتی ہے، کہ آپ کا یہ کشف بالکل صحیح اور مکاشفہ آئینہ تھا،

آپکے منکرین

آپکے ہم عصر علماو مشائخ کی جماعت میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ملتا جو مدت العمر آپکے فضائل سے منکر رہا ہو، ہاں علمار کی جماعت میں سے بعض ایسے تھے جنہوں نے ابتداء میں آپکی مخالفت کی، معاندت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا، لیکن بعد میں تائب ہو کر انہوں نے آپ سے معافی مانگی، اور آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو گئے،

علامہ ابن جوزی کا رجوع

امام ابوالفرج عبدالرحمٰن معروف بہ ابن جوزی حدیث و تفسیر میں امام زمانہ تھے جمال الحفاظ آپکا لقب تھا، علم حدیث، علم تاریخ اور علم ادب میں آپکی تصنیفات بکثرت ہیں، چنانچہ موضوعات، تلبیس ابلیس، منتظم فی تاریخ الامم، تلقیح فہوم الاثرۃ فی التاریخ والسیرۃ اور لقط المنافع وغیرہ بہت سی کتب آپ ہی کی تصنیف ہیں

آپ کی تصنیفات کے متعلق علامہ ابن خلکان کا قول ہے، کہ ابن جوزی کی تصنیفات احاطہ و اندازہ خیال سے باہر ہیں

بعض مورخین کا قول ہے، کہ ابن جوزی نے انتقال کیوقت وصیت فرمائی تھی، کہ میں نے جن قلموں سے حدیث لکھی ہے، اُن کا تراشہ میرے حجرے میں ہے مرنے کے بعد مجھکو نہلائیں، تو غسل کیلئے اُس تراشہ سے پانی گرم کریں چنانچہ آپکی وصیت پر عمل کیا گیا، پانی گرم ہو کر کچھ تراشہ بچ رہا،

علامہ ابن جوزی ۵۱۰ھ ہجری میں پیدا ہوئے، اور ۵۹۶ھ ہجری میں بغداد کے اندر آپنے انتقال فرمایا، اور باب الحرف میں مدفون ہوئے،

علامہ موصوف حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ہمعصر تھے، اہل ظاہر کو چونکہ بوجہ نافہمی یا غلط فہمی کے اہل باطن کے ساتھ بالعموم کاوش رہتی ہے، اسلئے علامہ ابن جوزیؒ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اسرار کو خلاف ظاہر شریعت جان کر اُنکا رد کرتے اور طعن و تشنیع میں بڑے زور سے حصہ لیتے تھے، بسا اوقات تو آپ کے حق میں سخت و سست اور دل شکن الفاظ بھی کہہ جایا کرتے

تھے،

علامہ ابن جوزیؒ کی مخالفت نہ صرف حضور غوثیت مآبؒ تک ہی محدود تھی بلکہ دیگر مشائخ و صوفیہ کی نسبت بھی وہ اکثر سختی اور درشتی سے کام لیا کرتے تھے، امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ جو باعتبار فلسفہ و تصوف دنیا کی تمام شائستہ قوموں میں یکتا مانے گئے ہیں، اُن کی تردید بھی ابن جوزی نے کئی جگہ کھلے دل سے کی ہے، اور جنکا جواب کئی اہل معارف نے اپنی تصنیفات میں دیا ہے، جن میں سے ایک کتاب "قواعد الطریقۃ فی الجمع بین الشریعۃ والحقیقۃ" سید احمد زونی کی تصنیفات سے ہے،

حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب کے اکثر مسائل کا ذکر اپنے رسالہ مدح البحرین میں کیا ہے، علاوہ ازیں عبداللہ یافعی نے بھی ان باتوں کا جواب اپنی تالیفات میں دیا ہے،

الغرض علامہ ابن جوزی عرصہ تک حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ سے منحرف رہے، لیکن آخر میں انکو معلوم ہو گیا، کہ وہ غلطی پر ہیں، اپنے انکار سے تائب ہوئے اور حضور غوثیت مآب کے ظاہری و باطنی فضائل و کمالات کا اقرار کیا

چنانچہ شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مشکوٰۃ کے فارسی ترجمہ میں فرماتے ہیں، کہ حرم شریف میں ایک رسالہ میری نظر سے گذرا، جس میں لکھا تھا کہ بعض علماء و مشائخ عصر ابن جوزی کو حضور غوثیت مآب کی خدمت میں لے گئے، اور طلب عفو کی، آپ نے معاف کر دیا،

علامہ ابن جوزی کے رجوع کا واقعہ قلائد الجواہر اور بہجۃ الاسرار میں یوں مذکور ہے کہ ایک دفعہ حافظ ابوالعباس احمدؒ علامہ ابن جوزی کے ہمراہ حضور غوثیت مآبؒ کی مجلس میں حاضر ہوئے، اسوقت آپ ترجمہ پڑھانے میں مشغول تھے، قاری نے ایک آیت پڑھی، اور آپنے اُس کے وجوہات بیان فرمانے شروع کئے، گیارہ وجوہات تک حافظ ابوالعباس ہر وجہ پر ابن جوزی سے دریافت کرتے گئے، کہ کیا یہ وجہ آپ کو معلوم ہے، اور آپ اثبات میں جواب دیتے گئے،

اس کے بعد آپنے پوری چالیس وجہیں بیان فرمائیں، اور ہر ایک وجہ کو

اُس کے قائل کیطرف منسوب کرتے گئے، اور حافظ ابو العباس کے پوچھنے پر ابن جوزی اخیر تک ہر وجہ پر نفی ہی جواب دیتے رہے، کہ مجھے اسکا علم نہیں، آخر حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے وسعت علم پر نہایت متعجب ہو کر بے اختیار کہنے لگے، کہ ہم قال کو چھوڑ کر حال کیطرف رجوع کرتے ہیں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اس کے بعد آپنے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے، یہ دیکھکر مجلس میں ایک اضطراب پیدا ہو گیا

ایک اہم بحث

حضور غوثیت مآب کا فرمان

قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ

روایت اور رُواۃ | حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مذکورہ فرمان کثرت کے ساتھ آپ کے معاصر اکابر مشائخ سے مروی ہے، چنانچہ شیخ محمود بن احمد الکردی الحمیدی الجیلانی البغدادی نے سنہ ۶۲۰ ہجری میں بغداد کے اندر، شیخ محمد بن علی البسکی نے سنہ ۶۲۱ ہجری میں اور فقیہہ ابو محمد الحسن البغدادی نے قاہرہ کے اندر، شیخ ابو محمد عبداللہ البغدادی اور شیخ ابو بکر عبداللہ بن نصر التیمی البکری نے سنہ ۶۶۴ ہجری میں اور حافظ ابو العز عبد المغیث بن حرب البغدادی الحنبلی نے سنہ ۵۸۳ ہجری میں بغداد کے اندر بیان کیا، کہ ایک دفعہ ہم آپکی ایک مجلس وعظ میں جو محلہ حلبہ کے اندر آپکے مہمان خانہ میں منعقد ہوئی تھی، حاضر تھے، اس مجلس میں حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے دوران وعظ میں فرمایا تھا[1]

قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے

مشائخ کا سر تسلیم خم کرنا | یہ سنکر شیخ علی بن ابی نصر الہیتیؒ اٹھے، اور منبر کے پاس جا کر آپ کا قدم اپنی گردن پر رکھ لیا، اس کے بعد تمام حاضرین نے آگے بڑھکر اپنی گردنیں خم کر دیں،

[1] بہجۃ مطبوعہ مصر صفحہ ۸ ۱۲ منہ رح

اس مجلس میں عراق کے قریبًا تمام مشائخ موجود تھے، جن میں سے بعض کے اسمائے[1] گرامی درج ذیل ہیں،

(۱) شیخ علی بن ابی نصر الہیتیؒ (۲) شیخ بقا بن بطوؒ (۳) شیخ ابو سعد قیلویؒ (۴) شیخ موسیٰ بن ماہینؒ، شیخ ابو النجیب عبد القاہر سہروردی (۶) شیخ ابو الکرمؒ (۷) شیخ ابو العباس احمد بن علی جوسقی صرصری (۸) شیخ ماجد الکردیؒ (۹) شیخ ابو حکیم بن نہروانیؒ (۱۰) شیخ عثمان القرشیؒ (۱۱) شیخ مکارم الاکبرؒ (۱۲) شیخ مطر الباذرانیؒ (۱۳) شیخ جاگیرؒ (۱۴) شیخ خلیفہ بن موسیٰ الاکبرؒ (۱۵) شیخ صدقہ بن محمد البغدادیؒ (۱۶) شیخ یحییٰ المرتعشؒ (۱۷) شیخ ضیاء الدین ابراہیم الجونیؒ (۱۸) شیخ ابو عبداللہ محمد القزوینیؒ (۱۹) شیخ ابو عمرو عثمان البطائحیؒ (۲۰) شیخ قضیب البان موصلیؒ (۲۱) شیخ ابو العباس احمد الیمانیؒ (۲۲) شیخ ابو العباس احمد القزوینیؒ (۲۳) شیخ داؤد[2] (۲۴) شیخ ابو عبداللہ محمد الخاصؒ (۲۵) شیخ عثمان[3] بن احمد العراقی الشوکیؒ (۲۶) شیخ سلطان المزینؒ (۲۷) شیخ ابو بکر الشیبانیؒ (۲۸) شیخ ابو العباس احمد بن الاستاذؒ (۲۹) شیخ ابو محمد احمد بن عیسیٰ معروف بالکوسجیؒ (۳۰) شیخ مبارک بن علی الجیلیؒ (۳۱) شیخ ابو البرکات ابن معدان عراقیؒ (۳۲) شیخ عبد القادر بن حسن البغدادیؒ (۳۳) شیخ ابو السعود احمد بن ابی بکر حریمی عطارؒ (۳۴) شیخ ابو عبداللہ محمد بن ابی المعالیؒ (۳۵) شیخ ابو القاسم عمر بن مسعود بزارؒ (۳۶) شیخ شہاب الدین عمر السہروردیؒ (۳۷) شیخ محمود بن عثمان نعالؒ (۳۸) شیخ ابو حفص عمر بن ابی نصر الغزالیؒ (۳۹) شیخ ابو محمد حسن الفارسیؒ (۴۰) شیخ ابو محمد علی بن ادریس الیعقوبیؒ (۴۱) شیخ ابو حفص عمر الکیمانیؒ (۴۲) شیخ ابو بکر المزینؒ (۴۳) شیخ جمیل

[1] ان سب حضرات کے اسمائے گرامی بہجۃ الاسرار و قلائد الجواہر میں مذکور ہیں ۱۲ منہ رح

[2] یہ شیخ ابو العباس احمد القزوینی کے شاگرد تھے، یہ نماز پنجگانہ مکہ معظمہ میں پڑھا کرتے تھے، ملاحظہ ہو قلائد ۱۲ منہ رح

[3] بیان کیا جاتا ہے کہ یہ رجال الغیب میں سے تھے، ملاحظہ ہو قلائد ۱۲ منہ رح

صاحب الخطوۃ والزعقۃ رح (۵۴۴ھ) شیخ عثمان القرشی الفیفنی رح (۵۴۴ھ) شیخ ابو الحسن الجوسقی رح (۵۶۱ھ) شیخ ابو محمد الحریمی رح (۵۴۷ھ) قاضی ابو یعلیٰ الفراء وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

ان سب حضرات مشائخ کرام نے بھی اس وقت اپنی اپنی گردنیں جھکادی تھیں

حاضر الوقت مشائخ کے علاوہ دیگر اولیائے کرام نے بھی اپنی اپنی جگہ اسی وقت گردنیں جھکادی تھیں، چنانچہ شیخ احمد بن رفاعی رح نے اپنے زاویہ واقع ام عبیدہ میں شیخ عبد الرحمٰن طفسونجی نے طفسونج میں، شیخ محمد بن موسیٰ بن عبد اللہ بصری بصرہ میں، شیخ حیات بن قیس حرانی نے حران[1] میں، شیخ سوید سنجاری نے سنجار[2] میں، شیخ الملان دمشقی نے دمشق میں، شیخ ابو مدین نے مغرب میں، شیخ عبد الرحیم قناوی نے قنا میں، اور شیخ عدی بن مسافر نے بالس میں اُسی تاریخ کو اُسی وقت روحانی قوت اور مکاشفات سے معلوم کرکے اپنی اپنی گردنیں خم کردی تھیں،

غرض تین سو تیرہ اولیاء اللہ نے دنیا کے مختلف مقامات میں حضور غوثیت مآب کے اس ارشاد پر اپنا سر جھکائیں، جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے، حرمین شریفین میں سترہ نے، عراق میں ساٹھ نے، عجم میں چالیس نے، شام میں تیس نے، مصر میں بیس نے، مغرب میں ستائیس نے، یمن میں تئیس نے، حبشہ میں گیارہ نے، سد یاجوج ماجوج میں سات نے، کوہ قاف میں سینتالیس نے وادی سراندیپ میں سات نے، اور جزائر بحر محیط میں چوبیس نے

اولیائے وقت اور رجال الغیب کا آپ کو مبارک باد دینا

شیخ ابو القاسم بیان کرتے ہیں، کہ جب حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ فرمایا، تو اس وقت ایک بہت بڑی جماعت ہوا میں اُڑتی ہوئی نظر آئی، یہ جماعت آپ کی طرف آرہی تھی، حضرت خضر علیہ السلام

[1] جیسا کہ بہجۃ مطبوعہ مصر صفحہ ۱۶۲ پر لکھا ہے، ۱۲ منہ رح [2] حران موصل و شام کے درمیان رقہ سے دو دن کے فاصلہ پر فرات پر واقع ہے، تین دن کی مسافت پر ہے، جیسا کہ معجم البلدان میں لکھا ہے ۱۲ منہ رح سنجار ایک مشہور شہر جو موصل سے تین دن کی راہ پر ہے، کذا فی معجم البلدان ۱۲ منہ رح دیکھو بہجۃ صفحہ ۱۲ منہ رح

نے انکو آپ کی خدمت میں حاضر ہونیکا حکم دیا تھا، جب آپ یہ فرما چکے، تو تمام اولیائے کرام نے آپکو مبارک باد دی، اس کے بعد اولیائے کرام کی طرف سے آپ کو یہ خطاب سنایا،

يَا مَلِكَ الزَّمَانِ وَيَا إِمَامَ الْمَكَانِ يَا قَائِمًا بِأَمْرِ الرَّحْمٰنِ وَيَا وَارِثَ كِتَابِ اللّٰهِ وَنَائِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَا مَنِ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ مَائِدَتُهُ وَيَا مَنْ أَهْلُ وَقْتِهِ كُلُّهُمْ عَائِلَتُهُ يَا مَنْ يُنْزَلُ الْقَطْرُ بِدَعْوَتِهِ وَيَدُرُّ الضَّرْعُ بِبَرَكَتِهِ وَلَا يَحْضُرُوْنَ عِنْدَهُ الْأَئِمَّةُ رُؤُوْسُهُمْ وَتَقِفُ الْغَيْبَةُ بَيْنَ يَدَيْهِ أَرْبَعِيْنَ صَفًّا كُلُّ صَفٍّ سَبْعُوْنَ رَجُلًا وَكُتِبَ فِيْ كَفِّهِ إِنَّهُ أَخَذَ مِنَ اللّٰهِ مَوْثِقًا أَنْ لَا يَمْكُرَ بِهِ وَكَانَتِ الْمَلٰئِكَةُ تَمْشِيْ حَوَالَيْهِ وَعُمْرُهُ عَشْرُ سِنِيْنَ وَتُبَشِّرُهُ بِالْوِلَايَةِ

اے بادشاہ، اے امام وقت، اے قائم بامر الٰہی، اے وارث کتاب اللہ و سنّت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اے وہ شخص کہ آسمان و زمین گویا اسکا دسترخوان ہے، اور تمام اہل زمانہ اس کے اہل و عیال، اے وہ شخص جس کی دعا سے پانی برستا ہے، جس کی برکت سے تھنوں میں دودھ اُترتا ہے، جس کے روبرو اولیاء سر جھکائے ہوئے ہیں، جس کے پاس رجال الغیب کی چالیس صفیں کھڑی ہیں جن کی ہر ایک صف میں ستر مرد ہیں، جس کی ہتھیلی میں لکھا ہوا ہے، کہ میں نے خدا تعالیٰ سے عہد لیا ہے، کہ وہ میرے ساتھ مکر نہ کریگا، اور جس کی دس سالہ عمر میں ملائکہ اسکے ارد گرد پھرتے تھے، اور اسکی ولایت کی خبر دیتے تھے،

تاج غوثیت اور ابدال کا اعتراف

شیخ مطر کا بیان ہے، کہ مجھ سے شیخ محمد الخامس اور شیخ احمد العرینی کے روبرو شیخ مکارم رح نے فرمایا، کہ میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں، کہ جس روز حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ فرمایا تھا، اُس روز روئے زمین کے تمام اولیاء نے معاینہ کیا، کہ قطبیت کا علَم آپکے سامنے گاڑا گیا، اور غوثیت کا تاج جو شریعت و حقیقت کے نقش و